سالانہ قیمت ہر حالمین پیشگی

عوام سے (صر)

غیر مستطیع احباب سے صرف (ــــہ)

جلد ۵ نمبر ۱۸ ہفتہ وار

۱۰ مئی سنہ ۱۹۰۱ع

الحکم

(قادیان دار الامان)

قادیان دار الامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸-تاریخ کو شایع ہوتا ہے۔

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شایع ہوا۔

مسلمان وہی ہے جو سب ماموروں کو مانے

دیباچہ

چند دنوں سے وطن اور المنیر میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ پر اعتراض کیا گیا ہے۔ کہ آپ نے احمدیوں اور غیر احمدیوں میں ایک قدرہ سے فرق پر اختلاف ڈلوا دیا اور لکھ دیا کہ ہم میں اصولی فرق ہے۔ اسی طرح پیسہ اخبار میں کسی شوخ چشم نے ایک مضمون دیا کہ امید ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیحؓ اس فیصلہ کو واپس لیکر حضرت مرزا صاحب کے الہامات کو باطل کر دیں گے۔ اور ان پر کفر کا فتویٰ واپس لے لیں گے۔ لیکن تعجب ہے کہ ان لوگوں نے یہ نہ دیکھا کہ ہم لوگ جب حضرت مسیح موعودؑ کو نبی اللہ مانتے ہیں۔ تو پھر کیوں کر آپ کے فتویٰ کو رد کر سکتے ہیں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیحؓ تو آپ کے خلیفہ اور آپ کے کاموں کو پورا کرنے والے ہیں آپؓ کیونکر آپ کے کاموں کو رد کر سکتے ہیں۔ اصل میں یہ لوگ ماموریں انبیاء کی مخالفت کی حقیقت کو سمجھتے ہی نہیں۔ تبھی تو کہتے ہیں۔ کہ حضرتؑ کے مخالف کیونکر کافر ہوئے۔ یا کم سے کم نیک نیتی سے نہ ماننے والے کیا سب کے سب بد نیت ہیں اور کیا سب پر حجت قائم ہو چکی ہے۔ سوئٹزرلینڈ کے جاڑوں میں کون تبلیغ کرنے گیا تھا۔ لیکن باوجود اس کے اسلام کی رو سے وہ کافر ہیں باقی یہ رہا کہ ان کو سزا ملے گی یا نہیں۔ یہ خدا تعالیٰ جانتا ہے۔ شریعت کا فتویٰ تو ظاہر پر ہے۔ اس لئے ہم ان کو کافر کہیں گے۔ پس جب تبت اور سونگھڑ۔ ملیشیا کے باشندے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ ماننے پر کافر ہیں۔ تو ہندوستان کے باشندے مسیح موعودؑ کو نہ ماننے سے کیونکر مومن ٹھہر سکتے ہیں۔ غرض کہ یہ خیال بالکل بیہودہ اور عقل سے بعید تھا۔ اس لئے اس کی تردید لازمی آئی۔ تاکہ احمدی بھائی دھوکہ نہ کھاویں۔ لیکن چونکہ حضرت خلیفۃ المسیحؓ کا فتویٰ بھی ضروری تھا۔ اس لئے یہ مضمون بتمام و کمال دکھایا گیا۔ پھر پروف پڑھا یا گیا۔ اور آپؓ نے تحریر فرمایا ہے کہ مجھے اس مضمون سے مخالفت نہیں اور ہرگز مخالفت نہیں۔ اور تحریر فرمایا ہے کہ اسے چھاپ دو۔ اب اسے عامہ مخلوق کی ہدایت کے لئے شائع کرتا ہوں۔ احمدی بھائیوں کو چاہئے۔ کہ اس کی خوب اشاعت کریں۔ اور یہ مضمون دوسرے دوستوں کو جا کر سنائیں۔ کیونکہ غیر احمدی اس وقت پورے زور سے ہم کو اپنے اندر ملانا چاہتے ہیں۔ کیونکہ جب حضرت کی مخالفت کے باوجود انسان مسلمان کا مسلمان ہی رہتا ہے۔ تو پھر آپؑ کی بعثت کا فائدہ ہی کیا ہوا۔

والسلام۔ خاکسار مرزا محمود احمد ولد حضرت مسیح موعودؑ

نعوذ باللہ من شرور انفسنا من سیئات اعمالنا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

آیات صراط الذین انعمت علیہم اور تشابہت قلوبہم سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ انبیاء کی جماعتوں اور اُن کے مخالفین کا ایک ہی طریق ہوتا ہے۔ نبیوں کی مشابہت نبیوں سے۔ اُن کی جماعتوں کی مشابہت اپنے سے پہلی جماعتوں سے اور اُن کے منکرین کی مشابہت اُن سے پہلے منکرین سے ہوتی ہے۔ جس طرح نبی اور اُن کی جماعتیں ایک ہی راستہ پر قدم مارتے چلے جاتے ہیں۔ اسی طرح ان کے مخالفوں کے پیرو بھی اپنے پیش رو وں کی سنت پر عامل ہوتے ہیں خصوصاً جن انبیاء کی آپس میں مشابہت اور مماثلت ہو۔ تو اُن کے حالات تو آپس میں بہت ہی کچھ ملتے جلتے ہیں۔ اُن پر اور اُن کی جماعتوں پر ایک ہی سے ابتلاء آتے ہیں۔ ایک ہی سے شیطانی حملے ان پر ہوتے ہیں۔ اور ایک ہی راہ سے ان کو پھسلانے کی کوششیں کی جاتی ہیں۔ ہمارے حضرت کو چونکہ حضرت مسیحؑ سے مشابہت تھی۔ اور آپؑ ان کے مثیل تھے۔ آپؑ کے واقعات بھی بہت کچھ اُن سے ملتے جلتے ہیں جیسے وہاں ایک امن و امان کی سلطنت تھی۔ یہاں اس سے بڑھکر امن و امان کی حکومت ہے جیسے وہاں ایک غیر ملک کے باشندوں کی حکومت تھی۔ یہاں بھی غیر ملک کے باشندوں کی حکومت ہے۔ جیسے وہاں تقریر و تحریر سے تبلیغ کی جاتی تھی۔ ویسے ہی یہاں بھی کی جاتی ہے۔ جس طرح اُن پر خون کا مقدمہ کیا گیا اور آخر میں آپؑ کی نجات ہو گئی۔ اسی طرح یہاں بھی ایک خون کا مقدمہ ہوا۔ جس میں آخر میں آپؑ کی نجات ہوئی۔ جس طرح وہاں کفر کے فتوے چلے۔ یہاں بھی ملے۔ جس طرح آپؑ کے مخالف مولوی آپؑ کے پیچھے پھرتے تھے۔ اسی طرح اب بھی پھرتے رہے۔ پس ضرور تھا کہ آپؑ کی وفات کے بعد آپؑ کی جماعت پر ابتلا آتے۔ اسی طرح حضرت صاحب کی وفات کے بعد بھی جماعت پر اسی طرح ابتلا آئے۔ چنانچہ ایک مدت سے بلکہ شائد میں غلطی پر نہ ہوں گا۔ اگر کہوں کہ حضرت مرزا صاحب کی زندگی کے زمانہ سے مجھے یہ خیال تھا۔ اور خوف تھا۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ ایک مدت سے آثار ظاہر ہو رہے ہیں۔ لیکن چونکہ حضرت مسیح موعودؑ صرف مثیل مسیح ہی نہ تھے۔ بلکہ مہدی مسعود بھی تھے۔ اس لئے امید بلکہ یقین ہے۔ کہ انشاء اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت ان ابتلاؤں کے زمانہ سے صاف اور بے عیب نکل جاوے گی چنانچہ اگر میں بھولتا نہیں۔ تو میں نے خود حضرت خلیفۃ المسیحؓ کے منہ سے یہ سنا ہے۔ کہ ایک دفعہ آپؓ نے حضرت صاحب سے پوچھا کہ آپؑ مثیل مسیح ہیں اس لئے ان واقعات سے خوف آتا ہے جو مسیح کی جماعت کو پیش آئے۔ فرمایا کہ ہاں خوف تو ہے۔ لیکن چونکہ میں مہدی بھی ہوں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ انجام نیک کریگا۔ پس گو خوف ہے۔ لیکن نیک انجام کی بھی بڑی بڑی امیدیں لگی ہوئی ہیں۔

اب میں اصل مضمون کی طرف آتا ہوں اور بیان کرتا ہوں کہ وہ ابتلا کیا تھا جو حضرت مسیحؑ کی وفات کے بعد آپ کی جماعت کو غیر قوموں نے اپنی طرف کھینچنا شروع کیا اور حالات ہی کچھ ایسے پیدا ہوتے گئے کہ جن کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسیحی لوگ ان میں مل گئے۔ اور جس طرح سیر بھر نجاست میں پڑکر تولہ بھر پانی بھی ناپاک ہو جاتا ہے ان مٹھی بھر آدمیوں پر وہ کثرت غالب آگئی۔ اور یونانی اور رومی مشرکانہ خیالات اور مداہنت ان میں پیدا ہو گئی۔ بعض حواری جو الگ رہے

بقیہ خاتم النبیین رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے یوم الدین کے وقت تک چلا۔ لیکن چونکہ اصل توحید آ گئی۔ اس لئے ان کو اللہ تعالیٰ نے اس دُنیا سے اُٹھا لیا۔ اور وہ اپنا کام کرکے خاموشی کے ساتھ اس دُنیا سے گذر گئے۔ چنانچہ سلمان فارسی بھی انہیں لوگوں کے بتائے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس آئے تھے۔

ہمارے حضرت کی زندگی کے آخری ایام میں اور بعد وفات کے بھی اس قسم کی تحریکات مخالفین سلسلہ کی طرف سے ہوئی ہیں اور ہو رہی ہیں۔ ایک وہ وقت تھا۔ کہ ہمارے برخلاف چاروں طرف سے کفر کے فتوے شائع ہوتے تھے۔ ہمارے سلسلہ کے کمزور اور ضعیف انسانوں کو بے طرح کچلا جاتا تھا۔ وہ مار یں کھاتے تھے۔ گالیاں سنتے تھے۔ عدالتوں میں گھسیٹے جاتے تھے۔ مگر یہ سب کچھ کس لئے ہوتا۔ صرف اس لئے کہ ہمارا ایمان ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ بڑا قادر ہے۔ اور رسول اللہ صلعم کی پیشگوئی کے مطابق اس نے اس امت میں سے ایک مامور بھیجا ہے۔ جو دُنیا کو گمراہی سے بچائے اور اس کا نام اُس نے مسیح موعود اور مہدی مسعود رکھا ہے۔ گویا ہم پر فرد جرم اس لئے لگائی گئی کہ ہم نے خدا کے حکم کیوں مانا اور کیوں نہ اُسے کہہ دیا کہ ہم کہاں تک تیرے احکام کو مانتے چلے جاویں۔ آج تک بہت سے انبیاء کو تو مان لیا۔ اب بس کرو۔ اور ہم کو ان اطاعت سے معاف کرو۔ ہاں۔ ہم اس لئے واجب القتل قرار دیئے گئے کہ ہم حقیقی بادشاہ کے فرمانبردار ہوئے اور ان باغیوں کے ساتھ نہیں ملے۔ جنہوں نے اس کے مامور کا انکار کیا اور اگر یہ واقعی ایسا جرم تھا۔ کہ جس کی سزا ہم کو یہ ملنی چاہئے تھی۔ تو خدا کی قسم ہم اس جرم کے مرتکب ضرور ہوئے ہیں۔ اور جس طرح ہمارے حضرت نے رسول اللہ کی نسبت فرمایا ہے سے

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

ہم بھی کہتے ہیں کہ اگر خدا کے ماموروں اور رسولوں کا انکار اور اُن کی اطاعت کفر ہے۔ تو خدا کی قسم ہم اس قسم کے کافر ضرور ہیں اور اگر اسی کا نام کفر رکھا جاتا ہے۔ تو اس کفر کو ہم ذریعہ نجات یقین کرتے ہیں۔

اس کے بعد وہ زمانہ آیا۔ خدا تعالیٰ نے ہم کو فتوحات دیں اور ہماری جماعت کو روز بروز ترقی ہونی شروع ہوئی اور جوں جوں مخالفین سلسلہ نے شور مچایا یہ سلسلہ اور بھی بڑھا۔ اور بہت لوگ ایسے ہیں جو مخالفین ہی کی کتب کو پڑھ کر اس سلسلہ میں داخل ہوئے۔ اور جس قدر عذاب ہم کو دیئے گئے۔ ان سے بجائے ہماری ذلت و کمزوری کے ترقی اور عزت ہی ہوتی گئی۔ جس قدر ہمارے مخالفین نے ہمیں چاہ گمنامی میں پھینکنا چاہا۔ خدا نے اسی قدر ہم کو شہرت کے ٹیلہ پر بلند کھڑا کیا اور ہماری جماعت کا رعب مخالفین کے دلوں میں بیٹھ گیا اور خدا کی دی ہوئی نصرت و فتح کو انہوں نے مشاہدہ کیا۔ اور انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ اسلام کی دشمنوں کی فوجیں ہمارے آگے سے فرار ہو گئیں۔ اور انہوں نے سُن لیا کہ دجال اس مسیح کے مقابل میں ٹھہر نہیں سکتا۔ اور ملائکہ کی ہیبت ناک آوازیں اُن کے کانوں میں پہنچیں تب اُن کو یقین ہو گیا کہ اب یہ سلسلہ بڑھے گا۔ اور ہر ایک سرسبز وادی اور ویران جنگل اور اونچے پہاڑ اور وسیع سمندر پر اس کی آواز بلند ہو گی۔ اور وہ اسلام کا نشان جس میں مشرکانہ خیالات کی وجہ سے بے رونقی اور زنگ پیدا ہو گیا تھا۔ یعنی کلمہ شہادت وہ پھر

اپنی اصلی رونق سے دُنیا پر ظاہر ہوگا۔ اور وہ دن دور نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فرمودہ کے مطابق دُنیا دیکھ لیگی کہ "دُنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دُنیا نے اُسے قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو دُنیا پر ظاہر کریگا"۔ جب حق کھل گیا اور بات جاری ہوگئی۔ تو شیطان نے وہی حربہ کرنا چاہا۔ جس سے کہ حضرت مسیحؑ کی جماعت کو دق کیا تھا۔ اور ان کی بڑھتی ہوئی طاقت کو توڑ دیا تھا۔ یعنے اُس نے مولویوں اور گدی نشینوں سے کام بگڑتا ہوا دیکھ کر امراء اور تعلیم یافتہ گروہ کو چُنا اور چونکہ یہ لوگ یا تو لامذہب ہوتے ہیں یا دین کی حقیقت سے غالباً ناواقف۔ اور عملی حصہ میں تو فیصدی بہت ہی کم نکلیں گے۔ جو باجماعت نماز بلکہ صلوٰۃ و صوم و زکوٰۃ کے پابند ہوں اس لئے ان کے ہاتھوں میں وہی حربہ دیا۔ جو حواریوں کے مقابلہ میں غیر قوموں کو دیا تھا۔ یعنی وہ صلح کے لئے بڑھے ہے۔ اور انہوں نے اپنے چہرے ایسے بنالئے۔ گویا اسلام کے غم نے ان کی کمر توڑ دی ہے۔ اور مختلف فرقوں کا تفرقہ دیکھ کر اُن کے اوپر کھانا اور پینا تک حرام ہوگیا ہے۔ اور اسلام کی کمزوری کو دیکھتے ہوئے اُن کے دل پراگندہ اور آنکھیں پُرغم ہیں اور یہ ایسا بوجھ ہے کہ جس سے ان کی کمر پشت خم ہو رہی ہے۔ اور مسلمانوں کی تباہی کو دیکھ کر وہ بے موت مر رہے ہیں۔ اور اسی حالت بنا کر وہ ہمارے پاس آئے۔ اور اپنی خطاؤں کا اقرار کیا اور کہا کہ ہماری غلطی تھی کہ ہم آپ لوگوں سے الگ ہوئے۔ اور بزرگوں کا کام ہمیشہ خطاؤں سے چشم پوشی کرنا ہوتا ہے۔ پس آپ ہماری غفلت سے نظر اندازی کریں اور ہم کو اپنا خیر خواہ تصور کریں اور آج سے ہم میں آپ میں یگانگت ہو جاوے اور ہم ایک ہو کر اسلام کو دشمنوں سے بچائیں۔ اور اس کے بعد ایک عاشق مفتون کی طرح انہوں نے ہم سے گلہ شروع کیا اور کہا کہ جب ہم میں اور آپ میں کوئی اصولی فرق نہیں۔ اور ہمارا ایک ہی خدا اور ایک ہی رسول ہے۔ تو آپ ہم سے الگ کیوں ہوئے۔ اور ہمارے پیچھے نمازیں پڑھنی کیوں چھوڑ دیں۔ اور کیا ضروری تھا کہ اگر ہمارے جہال سے کوئی خطا ہوئی تھی۔ تو آپ اس کا نوٹس لیتے اور اس پر بگڑ بیٹھتے۔ آپ کو تو بڑے حلم اور وسعت نظر سے کام لینا چاہئے۔ اور صرف اس بات پر کہ ہم مرزا صاحب کو مامور من اللہ نہیں مانتے۔ ہم کو کافر قرار دینا آپ کی شان سے بہت بعید تھا۔ اور ہم تو مرزا صاحب کو ایک بڑا راستباز انسان اور اسلام کا سچا خادم تصور کرتے ہیں۔ اور صرف اس قدر آپ سے اختلاف ہے۔ کہ ہم آپ کے بعض ان دعاوی کو نہیں مانتے۔ کہ جن میں وہ اپنے آپ کو خدا کی طرف سے رسول اور مسیح موعود اور مہدی مسعود ہونے کا ذکر کرتے ہیں۔ اور مختلف موقعوں پر مختلف لوگوں کے سامنے ان باتوں پر زور دیا۔ کہ قریب تھا کہ بہت سے لوگوں کی آنکھوں میں آنسوں بھر آتے اور وہ مادرت کے بچھڑے ہوؤں کی طرح ان سے لپٹ جاتے اور آپس کے اختلافات تنکے کی طرح مٹائے جاتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہوا اور حضرت صاحب کا مہدی ... کا رنگ غالب رہا اور عین مصیبت میں پڑ جانے کے وقت اللہ تعالیٰ نے ہماری حفاظت کی اور کشتی ... تو یہ بات سمجھ میں آگئی۔ کہ اگر ایک مامور کو بھیجنے کے بعد یہی نتیجہ نکلنا ہے۔ ... سا ہی ہوتا ہے اور باوجود اس کے انکار کے پھر بھی انسان خدا تعالیٰ کا پیارا ہی رہتا ہے۔ تو ہم کو اس قدر مشکلات میں پڑنے کی کیا ضرورت تھی۔ اور کیوں خدا نے ایک مامور کو بھیجکر خواہ مخواہ ہم کو مصیبتوں میں ڈالا اور اپنوں اور بیگانوں کی نظروں میں حقیر کیا۔ اور کافر ٹھہرایا۔ اور انہوں نے خیال کیا کہ اگر مامور کا انکار ایسا ہی چھوٹا سا انکار تھا اور خفیف بات تھی تو خدا نے یہ کیوں کہا کہ میں اس کے انکار کے بدلہ میں دُنیا کو ہلاک و برباد کر دوں گا۔ اور طرح طرح کے عذاب اس نے دُنیا میں بھیجا اور لاکھوں انسانوں کو دیکھتے دیکھتے ہلاک کر دیا۔ اور کیوں اتنی مدت تک ملک کے علماء و فضلاء اس کی مخالفت کی وجہ سے ذلت کی مار مارتا رہا۔ اور کیا وجہ ہوئی کہ آج سے ہزاروں سال پہلے نبیوں کی زبان پر اس کی خبر دی اور انجیل میں اس کا ذکر کیا اور قرآن شریف میں اس کی بعثت کی نسبت پیشگوئی کی۔ اور اگر یہ ایک معمولی بات تھی۔ اور ایک فروعی سا فرق تھا۔ تو کیوں اس نے خود اس کو الہام کے ذریعہ سے کہا کہ جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ۔ یعنی وہ مسلمان جو تیرا انکار کرتے ہیں۔ اور تیرے منکر ہیں۔ ان کو رفتہ رفتہ کمزور کر دونگا۔ اور تجھے وہ عظمت دوں گا کہ تیرے پیرو ہمیشہ ان سے معزز رہیں گے اور ان باتوں کے سوچنے کے بعد ان کے دل بشاش ہوگئے اور اُنہوں نے جان لیا کہ عین گڑھے میں گرتے ہوئے خدا تعالیٰ نے ہماری رہبری کی۔ لیکن یہ شور بڑھتا گیا۔ اور اب میں دیکھتا ہوں۔ کہ ہمارے مخالف کھلے طور پر اخباروں میں اس بات پر زور دے رہے ہیں۔ کہ اس جُدائی کو جانے دو۔ اور ہم سے آملو۔ گو مرزا صاحبؑ سے دعاوی میں غلطی ہوئی۔

ایسے موقعہ پر میں نے ضروری جانا کہ ایسے لوگوں کی دہوکہ دہی کو ظاہر کروں۔ اور اس خطرہ سے جو اس تعلق کے نیچے مخفی ہے دوستوں کو آگاہ کروں۔ اور اس معاملہ میں حضرت صاحبؑ کی جو رائے ہے۔ اس سے بھی اُن کو مطلع کر دوں۔ تا کہ وہ اپنے قدموں پر مضبوط ہو کر جم جائیں۔ اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ میں یہ سب کچھ سچے دل اور نیک نیتی سے کہتا ہوں کہ میرے دل میں اس بات کے لکھنے پر کوئی نفاق کا شعبہ نہیں۔ اگر میں نفاق کو پسند کرتا تو سب سے پہلے غیر احمدیوں کی عظیم الشان جماعت میں ملنے کی کوشش کرتا۔ اور یہ تو ظاہر ہے کہ اس طرح حضرت صاحبؑ کو جو گالیاں دی جاتی ہیں وہ کم ہو جائیں۔ اور کون نہیں چاہتا کہ اس کے باپ کو گالیاں نہ دی جائیں اور اس کے والد کی نسبت فحش الفاظ استعمال نہ کئے جاویں۔ پس اگر آپ لوگ ان کو پیر سمجھکر دشمنوں کے حملہ سے بچانا چاہتے ہیں۔ تو میرے ان سے دو رشتہ ہیں۔ وہ میرے والد بھی ہیں اور آقا اور پیر بھی۔ لیکن میں نفاق پر موت کو ترجیح دیتا ہوں۔ اور اس وقت سے پناہ مانگتا ہوں۔ جب میں وہ بات کہوں۔ جو میرے دل میں نہیں۔ اور میں اللہ تعالیٰ کی اس معاملہ میں نصرت چاہتا ہوں۔ اور میں اس سے مدد مانگتا ہوں۔ کہ وہ مجھے گناہوں میں پڑنے سے بچائے۔ میں جانتا ہوں کہ کوئی مجھکو گناہوں کی بھٹی سے نہیں بچا سکتا مگر اللہ تعالیٰ۔ اور میں خوب سمجھتا ہوں۔ کہ کوئی مجھے غفلتوں کے میدان کے میدان میں بھٹکنے سے نہیں بچا سکتا مگر اللہ تعالیٰ۔ اور مجھے کامل یقین ہے کہ من یھدہ اللّٰہ فلا مضل لہ ومن یضلل فلا ھادی لہ

پس اسی سے ہر قسم کی شرارت نفس اور خبث باطن سے پناہ مانگتے ہوئے میں نے اس کام کو کیا ہے۔ اور میں اسی سے امید رکھتا ہوں۔ کہ وہ مجھے ضرور بچائیگا اور ہر قسم کے ابتلاؤں سے محفوظ رکھیگا۔

غرضیکہ اے عزیزو! ہمارا ایمان ہے۔ کہ حضرت صاحب خدا کے مرسل تھے اور مامور من اللہ تھے۔ اور ہمارا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء ہمیشہ بھیجتا رہتا ہے اور نہ معلوم اور کتنے انبیاء آگے بھیجیگا۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی ہمارا ایمان ہے۔ کہ حضرت نبی کریم محمد رؤف رحیم رسول اللہ خاتم النبیینؐ کے بعد کوئی تشریعی نبی نہیں آئے گا اور آپؐ ہر قسم کی نبوتوں کے خاتم ہیں۔ اور آئندہ جس کو اللہ تعالیٰ تک رسوخ ہوگا۔ وہ آپؐ ہی کی اطاعت کے دروازہ سے گذر کر ہوگا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا کہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اور اسی میں آپ کی عزت ہے۔ کیونکہ کیا وہ شخص معزز کہلا سکتا ہے۔ جس کے ماتحت کوئی بھی افسر نہ ہو۔ بلکہ معزز وہی ہوتا ہے۔ جس کے ماتحت بہت سے افسر ہوں۔ دُنیا میں بھی دیکھ لو۔ کہ تم بادشاہ کے لقب کو زیادہ معزز جانتے ہو۔ یا شہنشاہ کے لقب کو پس جیسے شہنشاہ کا لفظ اس لئے کہ اس میں بادشاہوں پر حکومت پایا جاتا ہے۔ بادشاہ پر معزز ہے ادنیٰ نہیں۔ اسی طرح ایسی نبوت جس کے ماتحت اور نبوتیں بھی ہوں۔ اُس نبوت سے اعلیٰ اور افضل ہے۔ جس کے ماتحت اور کوئی نبوت نہ ہو۔ کیا وہ شخص زیادہ معزز ہوگا۔ جو دربار شاہی تک انسان کو پہنچا دے یا جو دروازہ پر ہی لے جا کر چھوڑ دے۔ پس ہمارا یقین ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنی امت میں سے لوگوں کو اُٹھا کر اعلیٰ مقامات پر پہنچا دیتے ہیں۔ اور آپؐ کے ماتحت ہزاروں نبی ہوں گے۔ جو آپؐ کے ایک ایک لفظ کو قابل اطاعت جانیں گے۔ اور آپؐ کی محبت اور فرمانبرداری کو ذریعہ نجات یقین کریں گے۔ کیا یہ زیادہ معزز درجہ ہے یا وہ جو ہمارے مخالف پیش کرتے ہیں۔ پس ہم اسی اصل کے ماتحت حضرت مسیح موعودؑ کو بموجب احادیث صحیحہ نبی اور مامور مانتے ہیں۔ اور اس اعتقاد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شان میں فرق نہیں آتا۔ بلکہ اور بھی اعلیٰ ثابت ہوتی ہے۔ اور ہمارا ایمان ہے۔ کہ جیسے اور انبیاء کے منکرین اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے بعید کئے جاتے تھے۔ آپ کے منکرین کا بھی یہی حال ہے۔ اور اس کا نمونہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ پس کیسے تعجب کی بات ہوگی اگر ہم باوجود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرنے کے پھر اس بات سے انکار کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کے مخالفین کو سخت ذلت دی ہے اور دُنیاوی عزت کو دیکھ کر ہماری آنکھیں چُندھیا جاویں۔ ہمیں وہ دقتیں اور مشکلات پیش نہیں آئے۔ جو صحابہ کو پیش آئے تھے۔ پھر ہماری بزدلی کیا ایمان کی کمزوری پر دال نہ ہوگی۔ ہم مخالف کا فر بالله ہیں۔ لیکن اس میں کیا شک ہے۔ کہ وہ کافر بالمامور ہیں۔ کافر کے معنے منکر کے ہیں۔ یہ کیسا جھوٹ ہے۔ کہ اگر ہم باوجود ان کے انکار کے پھر ان کو مومن کا مومن ہی سمجھیں۔ مومن تو وہ تب ہی ہو سکتے ہیں کہ جب اپنے عقائد باطلہ سے رجوع کریں اور حضرت مسیح موعودؑ کے خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کریں۔ جو حقیقت میں منکر ہیں۔ اُسے ہم کیونکر مومن کہہ سکتے ہیں۔ پس جو لوگ باوجود ہزاروں نشانوں کے دیکھنے کے انکار کرتے ہیں ان کے

کافر یا لماموُر ہونے میں کوئی شک نہیں۔ اور وہ خدا تعالیٰ کے احکام کے توڑنے والے ہیں۔ اور اس سے کیا انکار ہو سکتا ہے۔ کہ ان کے دل میں اللہ تعالیٰ کے احکام کی ایک ذرہ بھر بھی عزت نہیں۔ کیونکہ اگر وہ خوفِ خدا رکھتے اور ان کے دل میں نورِ ایمان ہوتا۔ تو وہ ایک مامور کی بے قدری اس قدر کیوں کرتے۔

تعجب ہے کہ یہ لوگ اُس موعود ذہنی کو تو اس قدر درجہ دیتے ہیں کہ اس کے منکر کافر ہوں گے۔ اور جو اس کی مخالفت کریگا وہ دجال ہوگا اور ہلاک کیا جاویگا۔ پھر جب حضرت مسیح موعودؑ اس بات کے مدعی ہیں۔ کہ میں وہی ہوں۔ تو پھر آپؑ کی مخالفت کے باوجود ہم سے کسی اور فتوے کے کیوں امیدوار ہیں۔ جو کچھ اس آنے والے موعود کے مخالفین کی نسبت ان کا خیال ہے۔ ہم تو اس سے ان لوگوں کو کم ہی جانتے ہیں۔

حضرت صاحب کے زمانہ میں بھی بار بار اس مسئلہ کو اٹھایا گیا ہے۔ اور ہمیشہ آپؑ نے اس کو خوب واضح کرکے بیان کیا ہے۔ اور ایسا کھول دیا ہے۔ کہ اس کا انکار سوائے اس کے کہ کوئی ان فتووں کو نظر انداز کردے اور کسی طرح سے نہیں ہو سکتا۔ پھر ہمارے مخالف کیوں بار بار ہم سے ملنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ زمانہ یاد کریں۔ جب کہ کفر کی بوچھاڑ ہم پر پڑتی تھی۔ اور ملامت کے تیروں سے ہمارا بدن زخمی کیا جاتا تھا۔ اور خام لوگوں کی آنکھیں اس طرف لگی ہوئی تھیں کہ کب یہ سلسلہ تباہ ہوتا ہے۔ اور ایسے وقت بھی ہیں بھی خدا نے ہماری تائید کی۔ اور ہر ایک دُکھ اور درد سے ہم کو بچایا اور ہر ایک شر سے محفوظ رکھا۔ تو ہم کیسے ناشکر گذار ہوں گے۔ کہ جب خدا نے ہم کو ہر مصیبت سے بچاکر امن کی زندگی عطا فرمائی۔ تو ہم اس وقت لا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار کی نہی کو پس پشت ڈال دیں۔

ہاں۔ سوچو تو سہی کہ جس کے باپ کو کوئی جھوٹا سمجھتا اور مفتری خیال کرتا ہے۔ تو وہ اس سے تعلق توڑ دیتا ہے اور اس سے دوستی اور محبت پیدا نہیں کر سکتا۔ پس کس طرح ہم ان لوگوں سے جو ہمارے والد سے زیادہ معزز اور محبوب انسان کی ہتک کریں۔ اور اسے جھوٹا خیال کریں صلح کر سکتے ہیں۔ اگر ہم ایسا کریں۔ تو ہم سے زیادہ بے شرم کون ہو سکتا ہے۔ اسلام نے دُنیا کے معاملات میں تعصب اور مخالفت کو ناجائز قرار دیا ہے۔ پس ہم جہاں تک دنیا کا تعلق ہے۔ ان لوگوں سے نرمی کا برتاؤ کر سکتے ہیں۔ لیکن دین کے معاملہ میں یہ اور راہ پر قدم زن ہیں اور ہم اور راہ پر۔ اور یہ ایسا ہی معاملہ ہے۔ جیسا کوئی شخص مسلمان ہوکر اپنے والدین سے ہر قسم کا نیک سلوک کرتا ہے اور شرعاً اس کی ممانعت نہیں بلکہ حکم ہے۔ لیکن ان کے پیچھے نمازیں پڑھنے میں ہم کو تامل ہے اور اس کے ذمہ وار خود یہی لوگ ہیں۔ کفر کی ابتدا انہوں نے کی نہ ہم نے۔ اوّل اوّل تو خدا نے رحم کیا اور کوئی حکم نہ دیا۔ لیکن جب مخالفت حد سے بڑھ گئی۔ تو خدا نے چاہا کہ ان کو اس فیض سے محروم کردے۔ جو ان کو اس مامور من اللہ سے برائے نام تعلق سے تھا۔ اور اس نے فیصلہ کردیا کہ اب ان لوگوں سے تمہارا کوئی تعلق نہیں۔ تو اب کس طرح ممکن ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کے فیصلہ کو توڑ کر ان سے مل جائیں۔

اور ہمارے مخالف اپنے دل میں اتنا تو سوچیں کہ جب وہ حضرت مسیح موعودؑ کو راستباز مانتے ہیں۔ تو کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر وہ جھوٹ بولتے رہے ہیں۔ اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس معاملہ میں ہم ان کو جھوٹا نہیں۔ بلکہ غلطی خوردہ جانتے ہیں۔ وہ الہام کی حقیقت سے بالکل ناواقف ہیں اور در حقیقت اس سے منکر ہیں۔ کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے۔ کہ ایک شخص روز اس بات کا مدعی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کلام کیا اور کہا کہ تو مامور ہے اور مُرسل ہے اور پھر بھی وہ غلطی پر ہے۔ یہ تو ایسا ہی ہوگا۔ جیسے زید روز ہم کو کہے کہ میں آج عمر سے ملا ہوں۔ اور ہم باوجود یہ کلام اس سے روزمرہ سننے کے پھر یہ کہیں کہ اس کو غلطی لگی ہوئی ہے۔ ایسے شخص کی نسبت کوئی عقلمند غلطی کا فتویٰ نہیں دیتا۔ بلکہ یا تو اسے جھوٹا سمجھا جاتا ہے یا پاگل۔ پھر کس طرح ممکن ہے۔ کہ تیس سال تک حضرت صاحب اس بات کا دعویٰ کرتے رہے کہ قریباً روز خدا تعالیٰ مجھ سے کلام کرتا ہے۔ اور ہزاروں عبارتیں پیش کردیں کہ یہ مجھ پر نازل ہوئی ہیں اور اصل حقیقت یہ تھی کہ وہ محض دھوکے میں پڑے ہوئے تھے (نعوذ باللہ من ذلک)

پس جو شخص کہتا ہے کہ میں حضرت مرزا صاحب کو راستباز اور اسلام کا سچا خیر خواہ یقین کرتا ہوں اور پھر آپؑ کے الہامات کو نہیں مانتا۔ وہ یا تو منافق ہے کہ اپنے دل کے خبث کو ظاہر نہیں کرتا۔ اور اصل میں پورے طور سے منکر ہے۔ اور یا پاگل ہے کہ اس میں اتنی بھی تمیز نہیں کہ وہ سمجھ سکے کہ کوئی شخص تیس سال تک اس بات میں دھوکا نہیں کھا سکتا کہ خدا تعالیٰ روز مجھ سے کلام کرتا ہے۔ حالانکہ بات کچھ بھی نہیں۔ پس دونوں صورتوں میں اس سے ہمارا تعلق نہیں اور وہ ہم میں سے نہیں ہو سکتا۔

اب میں وہ عبارتیں درج کرتا ہوں کہ جو حضرت صاحب نے مختلف کتب میں لکھی ہیں۔ تاکہ میرے دوستوں کو معلوم ہو کہ حضرت اقدسؑ کا منشا کیا تھا۔ سب سے پہلے میں وہ عبارت درج کرتا ہوں۔ جو کہ حضرت صاحب نے الہام کی بنا پر لکھی ہے اور جس کا کوئی احمدی انکار نہیں کر سکتا یہ اُس خط میں درج ہے۔ جو آپؑ نے عبدالحکیم کے جواب میں لکھا ہے۔ وہو ہذا:۔

"اگر آپ کا یہ خیال ہے۔ کہ ہزارہا آدمی جو میری جماعت میں شامل نہیں کیا راستبازوں سے خالی ہیں۔ تو ایسا ہی آپ کو یہ بھی خیال کرلینا چاہئے۔ کہ وہ ہزارہا یہود اور نصاریٰ جو اسلام نہیں لائے۔ کیا وہ راستبازوں سے خالی تھے۔ بہرحال جبکہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے۔ کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا ہے۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔ اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے۔ تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اب میں ایک شخص کے کہنے سے جس کا دل ہزاروں تاریکیوں میں مبتلا ہے۔ خدا کے حکم کو چھوڑ دوں۔ اس سے سہل تر بات یہ ہے۔ کہ ایسے شخص کو اپنی جماعت میں سے خارج کردیا جاوے۔ اس لئے میں آج کی تاریخ سے آپ کو اپنی جماعت سے خارج کرتا ہوں۔ ہاں اگر کسی وقت میرے الفاظ سے آپ اپنی توبہ شائع کریں۔ اور اس خبیث عقیدہ سے باز آجاویں۔ تو رحمت الٰہی کا دروازہ کھلا ہے۔ وہ لوگ جو میری دعوت کے رد کرنے کے وقت قرآن شریف کی نصوص صریحہ کو چھوڑتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے کھلے کھلے نشانوں سے مُنہ پھیرتے ہیں۔ ان کو راستباز قرار دینا اسی شخص کا کام ہے۔ جس کا دل شیطان کے پنجہ میں گرفتار ہے۔"

اب اس عبارت سے مفصلہ ذیل باتیں نکلتی ہیں۔ اوّل تو یہ کہ حضرت صاحب کو اس بات کا الہام ہوا ہے۔ کہ جس کو آپ کی دعوت پہنچی اور اس نے آپؑ کو قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں۔ دوسرے یہ کہ اس الزام کے نیچے وہی لوگ نہیں ہیں۔ کہ جنہوں نے تکفیر میں جد وجہد کی ہے۔ بلکہ ہر ایک شخص جس نے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں۔ اور تیسرے یہ کہ وہ خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے اور سزا کا مستحق ہے۔ چوتھے یہ کہ اس عقیدہ کی وجہ سے کہ حضرت صاحب کے منکر کافر نہیں بلکہ ناجی ہیں عبدالحکیم مرتد کو آپ نے جب تک وہ اس عقیدہ سے توبہ نہ کرے اپنی جماعت سے خارج کردیا۔ پانچویں یہ کہ آپؑ فرماتے ہیں کہ یہ عقیدہ خبیث ہے۔ چھٹے یہ کہ جو شخص حضرت صاحب کے منکرین کو اور آپ کے دعویٰ کے نہ ماننے والے کو راستباز قرار دیتا ہے۔ اُس کا دل شیطان کے پنجہ میں گرفتار ہے۔ یہ باتیں میں نے اپنے پاس سے نہیں بنائیں۔ بلکہ حضرت صاحب کے لفظ ہیں جو نقل کئے ہیں۔ جو چاہے قبول کرے اور جو چاہے رد کرے۔

اس عبارت میں جو آتا ہے کہ یہ بات مجھے الہامات بتائی گئی ہے۔ اس کی تائید ان الہامات سے بھی ہوتی ہے۔ جن میں منکرین حضرت کو کافر کہا گیا ہے۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ قل عندی شہادۃ من اللہ فہل انتم مؤمنون۔ قل عندی شہادۃ من اللہ فہل انتم مسلمون۔ وقل اعملوا علیٰ مکانتکم انی عامل فسوف تعلمون۔ عسیٰ ربکم ان یرحمکم وان عدتم عدنا وجعلنا جہنم للکافرین حصیرا۔ یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواہہم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ قل جاءکم نور من اللہ فلا تکفروا ان کنتم مؤمنین۔ ان الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ رد علیہم رجل من فارس۔ شکر اللہ سعیہ۔ قل یا ایہا الکفار انی من الصادقین۔ وعندی من شہادۃ من اللہ وانی اُمرت وانا اوّل المؤمنین۔ لن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا۔ غرض جیسا کہ حضرت صاحب نے مذکورہ بالا عبارت میں فرمایا ہے۔ کہ مجھے الہام سے بتایا گیا ہے۔ کہ نہ ماننے والے خواہ مکفر ہوں۔ یا خاموش مسلمان نہیں ہیں۔ اور خدا کے حضور سزا کے مستحق ہیں۔ اور یہ کہ ان کو راستباز جاننے والا شیطانی خیال کے درپے ہے۔ جب تک توبہ نہ کرلے۔ ان باتوں کی تصدیق مذکورہ بالا الہامات سے بھی ہوتی ہے۔

پس جبکہ ہم کو سچائی کے ماننے کا دعویٰ ہے۔ تو کیا ہمارا نفاق نہ ہوگا۔ اگر ہم ان باتوں کو چھپاویں۔ کیا کوئی مسلمان برداشت کرتا ہے۔ کہ اس کا کوئی دوست ہندوؤں سے بھی کچھ کچھ تعلق رکھے اور کبھی کبھی اُن کو یہ سُنا دے۔ کہ ہم آپ کو ناجی اور پسندیدۂ اللہ تعالیٰ سمجھتے ہیں۔ وہاں کیوں اس اعتقاد کو بُرا کہا جاتا ہے۔ اسی لئے کہ نفاق ہے۔ پس اس جگہ بھی وہی نفاق ہوگا۔ بلکہ اگر ہم مخالف کے سامنے دبی زبان سے اس کے حق پر ہونے کا بھی کچھ اقرار کریں گے۔ تو اس کے دو بُرے نتیجے ہوں گے۔ ایک تو یہ کہ تھوڑے دنوں بعد جب ہمارا عقیدہ دشمن کو معلوم ہوگا۔ تو اس کے دل میں ہماری طرف سے سخت نفرت بیٹھ جائیگی۔ اور وہ یہ سمجھیگا کہ یہ اول درجہ کے جھوٹے ہیں۔ اور دوسرے یہ کہ جب حضرت صاحب نے ایسا صاف فتویٰ دیا ہے۔ تو لوگ مروڑ تروڑ کر کچھ کے کچھ معنے کرلیتے ہیں۔ تو اگر اس موقعہ پر ذرا بھی غفلت سے کام لیا گیا۔ تو اس سے آئندہ کے لئے سخت بُرے نتیجے پیدا ہوں گے۔ اور آئندہ اس خاموشی کو اجماع قرار دیا جاکر اس سے نہ معلوم کیا کیا نتیجے نکالے جاویں گے اور آئندہ زمانہ میں نیک لوگ ہماری نسبت وہی الفاظ استعمال کریں گے۔ جو آج ہم

پولوس وغیرہ کی نسبت استعمال کرلیتے ہیں۔ اور بجائے نیک دعاؤں کے بد دعاؤں کے نشانہ ہوں گے اور اس غفلت کی ہماری کوتاہی آئندہ زمانہ کے لئے نمونہ بد ہوگی، کیونکہ کسی مامور کے قرب کے زمانہ کے لوگوں کے افعال بھی بطور سند کے پکڑے جاتے ہیں۔

اور یہ خیال کرنا کہ مخالف زیادہ ہیں۔ اس لئے ہم کو ڈر کر قدم رکھنا چاہیئے ایک خیال باطل ہے کیونکہ حضرت صاحبؑ کے زمانہ کی نسبت ہم اس وقت زیادہ ہیں اور حضرت صاحبؑ نے کبھی ڈرنے کی تعلیم نہیں دی۔ بلکہ صاف مقابلہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم کو کچھ نقصان نہیں پہنچا اور ہماری جماعت آگے سے بہت زیادہ ہے اور بڑھ رہی ہے۔

مذکورہ بالا عبارت میں ایک لفظ قابل تشریح ہے۔ اور وہ یہ کہ حضرت صاحب فرماتے ہیں۔ کہ جس کو میری دعوت پہنچ گئی اور اس نے نہ مانا۔ تو وہ مسلمان نہیں۔ اور دعوت پہنچنے کے یہ معنے بھی ہوسکتے ہیں۔ کہ ایسے رنگ میں پہنچے۔ کہ جس کو وہ قبول کرے۔ لیکن مخالفین کو ابھی ایسے رنگ میں دعوت نہیں پہنچی اور یہ اعتراض عبدالحکیم نے بھی کیا ہے۔ جس کا جواب میں حضرت صاحب کی کتاب سے دیتا ہوں۔ آپ حقیقۃ الوحی میں فرماتے ہیں:۔

دعوت پہنچنے سے کیا مراد ہے؟

دعوت پہنچنے کے لئے دو امر ضروری ہیں۔ وہ شخص جو خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہے۔ وہ لوگوں کو اطلاع دیدے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔ اور ان کو ان غلطیوں پر متنبہ کردے کہ فلاں فلاں اعتقاد میں تم خطا پر ہو یا فلاں فلاں حالت میں تم سست ہو۔ دوسرے یہ کہ آسمانی نشانوں اور دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے اپنا سچا ہونا ثابت کردے۔

کیا آپ نے دعوت پہنچادی؟

میں نے پنجاب ہندوستان کے بعض شہروں میں خود جاکر خدا تعالیٰ کے پیغام کو پہنچادیا اور ستر کے قریب کتابیں عربی اور فارسی اور اردو اور انگریزی میں حقانیت اسلام کے بارے میں جن کی جلدیں ایک لاکھ کے قریب ہوں گی۔ تالیف کرکے ممالک اسلامیہ میں شائع کی ہیں اور اسی مقصد کے لئے کئی لاکھ اشتہار شائع کیا ہے اور ہمارے سلسلہ سے غیر ملکوں کے لوگ بے خبر نہیں ہیں۔ بلکہ ممالک امریکہ اور یورپ کے دور دراز ملکوں تک ہماری دعوت پہنچ گئی ہے۔

جن پر اتمام حجت نہیں ہوا اُن کا حکم

اور جس پر خدا کے نزدیک اتمام حجت نہیں ہوا اور وہ مکذب اور منکر ہے۔ تو گو شریعت نے جس کی بنا ظاہر پر ہے اس کا نام بھی کافر رکھا ہے۔ اور ہم بھی باتباع شریعت اس کو کافر کے نام سے ہی پکارتے ہیں۔ وہ خدا کے نزدیک بموجب آیت لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا قابل مواخذہ نہیں ہوگا۔

ان مندرجہ بالا عبارتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اول تو یہ عذر درست نہیں کہ مجھ پر اتمام حجت نہیں ہوا اور سب مجھے دعوت نہیں پہنچی۔ بلکہ اتنا کافی ہوگا۔ کہ وہ نبی لوگوں کو اطلاع دیدے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ نشانات ہوں اور بس۔ اتمام حجت ہوگئی اور دعوت پہنچ گئی۔ اور بات بھی یہی درست ہے کیونکہ جب اس شخص نے لوگوں کو کھول کھول کر سنا دیا اور نشانات آسمانی ظاہر ہوگئے۔ تو پھر کسی کا یہ کہنا کہ فلاں فلاں کو ابھی دعوت نہیں پہنچی کیسا غلط مسئلہ ہے۔ اگر یہ اصول لیا جائے گا۔ تو ماننا پڑے گا۔ کہ کسی مامور کی دعوت سوائے ان لوگوں کے جو اُس کی بیعت میں داخل ہوئے کسی کو نہیں پہنچی۔ اور قرآن شریف اور رسول اللہ اور دیگر اولیاء نے جو لوگوں کو کافر کہا ہے یہ سب جھوٹ ہوجائیگا۔

دوسری بات یہ نکلتی ہے۔ کہ حضرت صاحبؑ نے پوری طرح تبلیغ کردی ہے اور ہندوستان میں تبلیغ ہوچکی ہے۔ بلکہ بعض دیگر ممالک میں بھی۔

تیسری یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جن پر تبلیغ نہیں ہوئی ان کا حساب خدا کے ساتھ ہے۔ ہم نہیں جانتے۔ کہ تبلیغ ان کو ہوچکی ہے یا نہیں۔ کیونکہ کسی کے دلی خیالات پر آگاہ نہیں اس لئے چونکہ شریعت کی بناء ظاہر پر ہے۔ ہم ان کو کافر کہیں گے۔ گو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ وہ سزا کے لائق ہیں یا بموجب حدیث صحیحہ پھر موقعہ دیئے جانے کے لائق ہیں۔

پھر حضرت صاحبؑ فرماتے ہیں:۔

جو حضرت صاحبؑ کو نہیں مانتا اور کافر بھی نہیں کہتا اُس کی نسبت

یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والوں کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں۔ حالانکہ خدا کی نزدیک ایک ہی قسم کے ہیں۔ کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا۔ کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا پر افترا کرنے والا سب کافروں سے بڑھ کر کافر ہے (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳) حاشیہ پر لکھتے ہیں کہ:۔ "سو جو شخص مجھے نہیں مانتا۔ وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔ کیونکہ میری نسبت خدا و رسول کی پیشگوئی موجود ہے۔" پھر فرماتے ہیں اب جو شخص خدا اور رسول کے بیان کو نہیں مانتا اور قرآن شریف کی تکذیب کرتا ہے اور عمداً خدا تعالیٰ کے نشانوں کو رد کرتا ہے اور مجھ کو باوجود صدہا نشانوں کے مفتری ٹھہراتا ہے۔ وہ مؤمن کیونکر ہوسکتا ہے (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۴)

اب جبکہ میں حضرت صاحب کی ایک ایسی عبارت نقل کرچکا ہوچکا ہوں۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے ایک ہی قسم کے لوگ ہیں۔ اور دونوں میں کوئی فرق نہیں اور جس طرح کافر کہنے والا ایک مسلمان کو کافر کہہ کر کافر بنتا ہے۔ اسی طرح ایک نبی کو نہ ماننے والا اُسے نہ ماننے کی وجہ سے کافر ٹھہرتا ہے۔ میں ایک اور حوالہ درج درج کرتا ہوں۔ جس میں آپ نے اُس شخص کو بھی جو آپ کو سچا جانتا ہے مگر مزید اطمینان کے لئے ابھی بیعت میں توقف کرتا ہے کافر ٹھہرایا ہے۔ چنانچہ آپ ضمیمہ براہین براہین احمدیہ میں صفحہ ۱۴۴ میں اس سوال کے جواب میں کہ "چونکہ حضرت کی ابتک کوئی تاثیر روشن طور پر ظہور میں نہیں آئی ہے۔ اور دو تین لاکھ آدمی کا حضرت کے سلسلہ میں داخل ہونا گویا دریا میں سے ایک قطرہ ہے۔ پس اگر تاثیر بین کے ظہور تک کوئی بغیر انکار کے داخل سلسلہ ہونے میں توقف اور تاخیر کرے تو یہ جائز ہوگا یا نہیں۔"

فرماتے ہیں کہ توقف اور تاخیر بھی ایک قسم انکار کی ہے اب ہر ایک دانا اور عقلمند انسان دیکھ سکتا ہے۔ کہ سائل نے اپنے سوال میں کسقدر شرائط لگائی ہیں۔ کہ ایک شخص آپ کو جھوٹا بھی نہیں مانتا اور آپکا انکار بھی نہیں کرتا۔ اور محض مزید اطمینان کے لئے بیعت میں ابھی توقف کرتا ہے۔ تو اس کی نسبت کیا فتویٰ ہے۔ جس کے جواب میں آپ فرماتے ہیں۔ کہ اس کا بھی وہی حال ہے جو منکر کا حال ہے۔ اور منکر کا حال اوپر کے فتوٰی میں جو حقیقۃ الوحی سے نقل کیا گیا ہے درج ہے۔ یعنے اسے کافر قرار دیا گیا ہے۔ اور وہی درجہ دیا گیا ہے۔ جو اس شخص کو دیا گیا ہے۔ جو آپؑ کو کافر کہتا ہے۔ یا جو آپ کو کافر تو نہیں کہتا ہے۔ مگر آپؑ کے دعوٰی کو نہیں مانتا۔ کافر قرار دیا گیا ہے۔ بلکہ وہ بھی جو آپؑ کو دل میں سچا قرار دیتا ہے۔ اور زبانی بھی آپؑ کا انکار نہیں کرتا۔ لیکن ابھی بیعت میں اُسے کچھ توقف ہے کافر قرار دیا گیا ہے۔ پس سوچنے کا مقام ہے کہ حضرت صاحبؑ نے اس معاملہ میں کس قدر تشدد سے کام لیا ہے۔

اور عقل بھی یہی چاہتی ہے۔ کیونکہ اگر ایک ہندو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سچا مان لے اور دل میں اقرار بھی کرے اور ظاہر طور پر انکار بھی نہ کرے۔ ہاں بعض واقعات کی وجہ سے ابھی کھلم کھلا اسلام لانے سے پرہیز کرے۔ تو ہم اسے کبھی بھی مسلمان نہیں کہتے بلکہ اُسے کافر ہی سمجھتے ہیں۔ اور شریعت اسلام کبھی اس کے ساتھ ناطہ رشتہ کو جائز نہیں رکھتی یعنے اس کے ساتھ کسی مسلمان عورت کے بیاہ دینے کی ہرگز اجازت نہیں دیتی۔ پس اسی طرح اس غیر احمدی کا حال ہے۔ جو حضرت صاحبؑ کو دل میں سچا جانتا ہے۔ لیکن ابھی بیعت کرنے میں متردد ہے اور جو آپ کو کافر جانتے ہیں۔ ان کا حال بھی ظاہر ہے۔ جس کی نسبت میں حضرت صاحبؑ کی عبارتیں اوپر نقل کر آیا ہوں۔

پھر دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ چونکہ شریعت کی بنیاد ظاہر پر ہے۔ اس لئے ہم منکر کو مؤمن نہیں کہہ سکتے ہیں۔ اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ مواخذہ سے بری ہے اور کافر منکر کو ہی کہتے ہیں کیونکہ کافر کا لفظ مومن کے مقابل پر ہے اور کفر دو قسم پر ہے۔ ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ دوسرے یہ کفر کہ وہ مسیح موعودؑ کو نہیں مانتا۔ اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے۔ جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے۔ اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے۔ پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے۔ اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔ کیونکہ جو شخص باوجود شناخت کر لینے کے خدا اور رسول کے حکم کو نہیں مانتا۔ وہ بموجب نصوص صریحہ قرآن اور حدیث کے خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا اور اس میں شک نہیں۔ کہ جس پر خدا تعالیٰ کے نزدیک اول قسم

کفر یا دوسری قسم کفر کی نسبت اتمام حجت ہو چکا ہے۔ وہ قیامت کے دن مؤاخذہ کے لائق ہوگا"۔

ان عبارتوں سے یہ نتائج نکلتے ہیں۔ اوّل تو یہ کہ مکفّر اور خاموش ایک ہی گروہ میں سے ہیں۔ کیونکہ جو مانتا ہے۔ اُسے مؤمن کہتے ہیں اور کافر مؤمن کے مقابل میں ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو نہیں مانتا خواہ مکفر ہو یا خاموش ہو۔ کافر ہے۔ اور یہ دونوں گروہ ایک ہی قسم کے ہیں۔ دوسرے یہ کہ جو آپ کو نہیں مانتا۔ وہ ضرور آپ کو مفتری قرار دیتا ہے۔ تیسرے یہ کہ جو آپ کو نہیں مانتا۔ اُس کا ایمان درحقیقت خدائے تعالیٰ پر بھی نہیں ہے اور نہ رسول اللہ صلعم پر ہی ہے۔ چوتھے یہ کہ چونکہ وہ شخص آیات اللہ کا منکر ہے اس لئے مؤمن نہیں ہو سکتا۔ پانچویں یہ کہ چونکہ شریعت کی بنیاد ظاہر پر ہے۔ اسے ہم مؤمن نہیں کہہ سکتے۔ اور چھٹے یہ کہ وہ مؤاخذہ سے بری نہیں۔ ساتویں یہ کہ کفر دو قسم کا ہے۔ ایک اللہ اور رسول کا کفر۔ اور ایک دیگر آیات کا کفر۔ جس میں حضرت مسیح کا کفر بھی شامل ہے۔ آٹھویں یہ کہ اصل میں یہ سب کفر ایک ہی ہے۔ جس نے آپ کا کفر کیا۔ اُس نے خدا اور رسول کا کفر بھی ساتھ ہی کیا۔ نویں یہ کہ جس پر ان دونوں قسم کے کفروں میں سے کوئی قسم کفر کی ثابت ہو جائے۔ وہ قیامت کے دن زیر مؤاخذہ ہوگا۔

اس بات کے ثبوت میں کہ حضرت صاحب نے کل اُن لوگوں کو جن پر اتمام حجت ہو چکا ہے اور دعوت پہنچ چکی ہے۔ شرعاً قابل مؤاخذہ ٹھہرایا ہے۔ یہ عبارت کافی ہے۔

"میں یہ کہتا ہوں کہ چونکہ میں مسیح موعود ہوں اور خدا نے عام طور پر میرے لئے آسمان سے نشان ظاہر کئے ہیں۔ پس جس شخص پر میرے مسیح موعود ہونے کے بارے میں خدا کے نزدیک اتمام حجت ہو چکا ہے اور میرے دعویٰ پر وہ اطلاع پا چکا ہے۔ وہ قابل مؤاخذہ ہوگا۔ کیونکہ خدا کے فرستادوں سے دانستہ منہ پھیرنا ایسا امر نہیں ہے کہ اس پر کوئی گرفت نہ ہو۔ اس گناہ کا دادخواہ میں نہیں ہوں۔ بلکہ ایک ہی ہے جس کی تائید کے لئے میں بھیجا گیا ہوں یعنے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ میرا نہیں بلکہ اس کا نافرمان ہے جس نے میرے آنے کی پیشگوئی کی (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳)

پھر اربعین نمبر ۳ صفحہ ۳۲ میں فرمایا۔ کہ ایسا ہی آیت واتخذوا من مقام ابراهيم مصلّٰى اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ جب امت محمدیہ میں بہت فرقے ہو جائیں گے تب آخر زمانہ میں ایک ابراہیم پیدا ہوگا اور ان سب فرقوں میں سے وہ فرقہ نجات پائے گا۔ کہ اس ابراہیم کا پیرو ہوگا"۔ اور اسی طرح براہین احمدیہ حصہ پنجم میں فرماتے ہیں۔ کہ "انہیں دنوں میں آسمان سے ایک فرقہ کی بنیاد ڈالی جائے گی۔ اور خدا اپنے منہ سے اس فرقہ کی حمایت کے لئے ایک کرنا بجائے گا۔ اور اس کرنا کی آواز سے ہر ایک سعید اس فرقہ کی طرف کھینچا آئے گا بجز ان لوگوں کے جو شقی ازلی ہیں۔ جو دوزخ کے بھرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں"۔

اس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کا ایک حلفیہ بیان بھی نقل کرتا ہوں جو آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد تحریر کیا۔ عصر جدید میں ایک مضمون نکلا تھا۔ جس میں کہ نامہ نگار نے بڑے زور سے پیشگوئی کی تھی۔ کہ چونکہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ اور ان کے حضرت مولوی صاحب جانشین ہوئے ہیں۔ اور آپ کے عقائد عین مرزا صاحب کے خلاف ہیں۔ اور آپ درحقیقت تمام ان باتوں کو نہیں مانتے۔ جو مرزا صاحب نے بیان کی ہیں اور اس لئے عنقریب وہ دن آنے والا ہے۔ کہ جب مولوی صاحب تمام جماعت احمدیہ کو پھر مسلمانوں میں لا شامل کریں گے۔ اور میں نے اس کے جواب میں ایک مضمون لکھا تھا جس پر آپ نے یہ عبارت تحریر فرمائی جو کہ تشحیذ الاذہان جلد ۳ نمبر ۸ میں شائع ہو چکی ہے۔ وھو ھذا۔

"میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اعلان کرتا ہوں۔ کہ میں مرزا صاحب کے تمام دعاوی کو دل سے مانتا اور یقین کرتا ہوں۔ اور ان کے معتقدات کو نجات کا مدار ماننا میرا ایمان ہے۔

نور الدین۔ دستخط حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ"

اس سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معتقدات بھی نجات کا ایک مدار ہیں۔

اسی طرح ڈاکٹر عبد الحکیم مرتد کو ایک خط میں حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"پھر ان انبیاء کی خلاف ورزی کے متعلق ہم آپ کو ایک آیت سُناتے ہیں۔ ولقد ارسلنا الى امم من قبلك فاخذناهم بالبأساء والضراء لعلهم يتضرعون فلولا اذ جاءهم بأسنا تضرعوا ولكن قست قلوبهم وزين لهم الشيطان ما كانوا يعملون فلما نسوا ما ذكروا به فتحنا عليهم ابواب كل شيء حتى اذا فرحوا بما اوتوا اخذناهم بغتة فاذا هم مبلسون۔ اس آیت پر غور کرو۔" انتہی تحریر حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ۔

اسی طرح اسی خط میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخالفین کی نجات کی نسبت عبد الحکیم کی نسبت تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

"پھر آپ نے تیرہ کروڑ مسلمانوں پر رحم فرمایا ہے۔ اور ذکر کیا ہے کہ تیرہ سو سال تیرہ کروڑ مسلمان تیار ہوئے ہیں۔ سب کو نجات حاصل کرنا چاہئے۔ حکیم و ڈاکٹر صاحب دو ارب اللہ کی مخلوق اس وقت موجود ہے۔ تیرہ کروڑ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باعث تیار ہوئے ہیں۔ تو دو ارب اللہ کی مخلوق ڈارون کے طریق سے لاکھوں برس اور معلوم نہیں کب سے جو تیار ہوئی۔ ان سب نے اگر نجات نہ پائی۔ تو تیرہ کروڑ جیسے ہی کیا ہیں"

اس مندرجہ بالا عبارت میں حضرت خلیفۃ المسیح اس سوال کو ... دیا جاوے۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ جس طرح رسول اللہ کی نفی کی وجہ سے دو ارب انسان غیر ناجی ہو سکتا ہے۔ اسی طرح اب اللہ تعالیٰ کی منشاء کے ماتحت مرزا صاحب کی وجہ سے تیرہ کروڑ غیر ناجی ہو سکتا ہے اور ان مندرجہ بالا اقتباسات سے حضرت خلیفۃ المسیح کا اعتقاد خوب ظاہر ہو جاتا ہے۔ اور پھر آگے چل کر فرماتے ہیں کہ نجات فضل سے ہے اور فضل کا جاذب تقویٰ ہے اور تقویٰ کا بیان لیس البر والی آیت میں ہے اور اس میں شائد مرزا صاحب کا بھی کہیں ذکر آیا ہوگا اس میں آپ نے آیت کے اس حصہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ کہ جس میں نجات کے مدار میں نبیوں پر ایمان لانا بھی ضروری قرار دیا ہے۔

اب یہاں حضرت صاحب کی وہ عبارت نقل کرتا ہوں جس میں کہ آپ نے خاموش لوگوں کی نسبت فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں۔

"اگر دوسرے لوگوں میں تخم دیانت اور ایمان ہے اور وہ منافق نہیں ہیں تو ان کو چاہئے کہ ان مولویوں کے بارے میں ایک لمبا اشتہار ہر ایک مولوی کے نام کی تصریح سے شائع کر دیں کہ یہ سب کافر ہیں۔ کیونکہ انہوں نے ایک مسلمان کو کافر بنایا تب میں ان کو مسلمان سمجھ لوں گا۔ بشرطیکہ ان میں کوئی نفاق کا شعبہ نہ پایا جاوے۔ اور خدا کے کھلے کھلے معجزات کے مکذب نہ ہوں"۔

پھر اخیر پر آپ لکھتے ہیں "دو سو مولوی کے کفر کی نسبت نام بنام ایک اشتہار شائع کر دیں۔ بعد اس کے حرام ہوگا کہ میں ان کے اسلام میں شک کروں۔ بشرطیکہ کوئی نفاق کی سیرت ان میں نہ پائی جاوے"۔ پھر حاشیہ پر ارشاد فرماتے ہیں "میں دیکھتا ہوں جس قدر لوگ میرے پر ایمان نہیں لاتے۔ وہ سب کے سب ایسے ہیں کہ ان تمام لوگوں کو وہ مؤمن جانتے ہیں جنہوں نے مجھے کافر ٹھہرایا ہے۔ پس میں اب بھی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتا لیکن جن میں خود انہیں کے ہاتھ سے ان کی وجہ کفر پیدا ہو گئی ہے۔ انہیں کیونکر مؤمن کہہ سکتا ہوں (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۵)

اب ان عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحب ان لوگوں کو بھی جو آپ کو کافر نہیں کہتے اور ان مولویوں کو کافر کہتے ہیں جنہوں نے آپ کو کافر قرار دیا ہے۔ کافر قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ جو لوگ مجھے کافر نہیں کہتے۔ وہ میرے مکفرین کو بھی کافر نہیں کہتے اور اس طرح خود انہیں کے ہاتھ سے وجہ کفر پیدا ہو گئی ہے۔ اس طرح آپ کے مکفرین کو کافر نہ کہنے کو بھی آپ نے وجہ کفر قرار دیا ہے۔ پس جو لوگ آپ کو کافر نہیں کہتے اور ساتھ ہی مکفرین کو بھی کامل مسلمان ہی جانتے ہیں۔ وہ کسی صورت میں مسلمان نہیں کہلا سکتے۔ اور صرف یہی کافی نہیں رکھا گیا۔ کہ وہ اُن کو کافر کہیں بلکہ نام بنام اُن لوگوں کے کفر کا اعلان اشتہاروں اور اخباروں کے ذریعے سے شائع کریں جنہوں نے آپ پر کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ اور جو فتویٰ کہ ہزاروں کی تعداد میں ہندوستان میں شائع ہو چکا ہے۔

اور وفات کے چند ہی دن پہلے مسٹر فضل حسین صاحب بیرسٹر کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے

فرمایا "جو ہمیں کافر نہیں کہتے ہم انہیں بھی اس وقت تک ان کے ساتھ ہی سمجھیں گے (یعنی مکفروں کے ساتھ) جب تک ... صفحہ ۳ مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء)

یاد رہے کہ یہ فقرہ اس تقریر کا آخری فقرہ ہے۔ یہی دو حوالے ہیں۔ کہ جن کو ہمارے مخالف بار بار پیش کرتے ہیں۔ اور اصرار کرتے ہیں۔ کہ تمہارے امام نے جب لکھ دیا ہے۔ کہ ہم ان لوگوں کو جو ہمارے معاملہ میں خاموش ہیں۔ کافر نہیں سمجھتے۔ تو اب تم ہم لوگوں سے کیوں پھر گئے۔ لیکن ایسے لوگوں کی عقلوں پر سخت تعجب اور افسوس آتا ہے۔ کیا انہیں اس عبارت میں یہ بات نظر نہیں آتی۔ کہ اس میں بڑی بڑی شرائط لگائی گئی ہیں۔ اور کیا کوئی ایسا شخص ہے۔ جس نے اُن شرائط کو پورا کر دیا ہے۔ اگر ہے تو اس شخص کا نام تو بتاؤ جس نے بموجب حضرت صاحب کی تحریر کے دو سو مولویوں کا نام لے کر انہیں کافر قرار دیا ہو۔ کہ حضرت صاحب کے معجزات کو ٹھیک سمجھے۔ اور آپ کو راستباز سمجھے۔ اور یہی نہیں بلکہ اس کے ایمان میں نفاق کا کوئی شعبہ نہ ہو۔ پس جب ایسا کوئی شخص نہیں۔ اور کسی نے ان شرائط

کو پورا نہیں کیا۔ تو ہم کس طرح اُن کو الگ سمجھ لیں۔ اور گھر بیٹھے زبانی قول سے بدل ہو گئے ہیں۔ حالانکہ جب ہمارے امام نے صریح الفاظ میں لکھ دیا ہے۔ کہ جو ہمیں کافر نہیں کہتے۔ ہم انہیں بھی اس وقت تک انکے ساتھ سمجھیں گے۔ جب تک وہ ان سے الگ ہونے کا اعلان بذریعہ اشتہار نہ کریں۔ اور ساتھ ہی نام بنام یہ نہ لکھیں۔ کہ ہم ان مکفرین کو موجب حدیث صحیح کافر سمجھتے ہیں۔ پس ہم کیونکر اس شخص کی اطاعت سے نکل جائیں۔ جس کو ہم نے سچا یقین کیا۔ اور جس کے معجزات ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھے اور جس کا خدا سے تعلق ہم نے مدتوں مشاہدہ کیا ہم اپنے اس صادق اور راستباز کی بات کو کیونکر رد کردیں۔ جس کے ہاتھ پر ہم نے اپنے آپ کو بیچ دیا اور اپنے خیالات اور اپنی خواہشات اس کے لئے قربان کردیں۔ ایسی جرأت تو وہ شخص کر سکتا ہے۔ جس کے دل میں ایمان نہ ہو جو نور یقین سے کورا ہو۔ اور جس کو خدا نے معرفت کی آنکھیں نہ دی ہوں

اور یہ قطعاً خیال نہ کرو۔ کہ اس قول کا پہلے قول سے کچھ اختلاف ہے۔ اور اس میں حضرت صاحبؑ نے پہلے کی نسبت نرمی کر دی ہے کیونکہ انبیاء اپنے الہاموں کے سب سے زیادہ قائل اور مؤمن ہوتے ہیں دیکھو حضرت صاحبؑ اپنی کتاب اربعین میں تحریر فرماتے ہیں "مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے۔ جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن شریف پر"۔ پس یہ خیال سخت گندہ ہوگا۔ اگر ہم یہ کہیں کہ حضرت صاحبؑ نے اس پہلی الہامی بات کو رد کر دیا۔ بلکہ ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم ان میں تطبیق کریں اور بہر حال ہمیں اس عبارت کو پہلی عبارت کے ماتحت کرنا پڑیگا۔ کیونکہ وہ الہامی ہے۔ اور اس کے معنے بھی ہم نے نہیں۔ خود حضرت صاحبؑ نے کئے ہیں۔ چنانچہ اگر کوئی شخص غور سے دیکھے۔ تو اس جگہ حضرت صاحبؑ نے تعلیق المحال بالمحال سے کام لیا ہے۔ کیونکہ جو شخص حضرت صاحبؑ کے منکرین کو نام بنام کافر قرار دیگا اور باوجود حضرت صاحبؑ کے ان دعاوی کے آپؑ کو سچا قرار دیگا اور آپؑ کے الہامات اور معجزات پر یقین لائیگا۔ اور پھر آپؑ کی بیعت نہ کریگا۔ تو ایسا شخص دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ منافق ہوگا۔ کہ لوگوں کے ڈر سے سچ کو قبول نہیں کرتا۔ اور یا حکم الٰہی کا صریح منکر ہوگا۔ کیونکہ حضرت صاحبؑ نے بیعت الہام کے ذریعے شروع کی ہے اور قرآن شریف میں انبیاء کے منکرین کو کافر کہا گیا ہے۔ پس ایسا شخص جس پر حق کھل گیا اور اس نے حضرتؑ کے راستباز ہونے کو مان لیا منافق کبھی نہ ہو۔ پس جو شخص ان شرائط پر عمل کریگا۔ اس کے لئے تو بیعت ضروری ہو جاوے گی۔ اور اگر بیعت نہ کرے گا تو منافق ہوگا پس جو شخص ایسا اشتہار دے بھی دے جس میں مخالف مولویوں پر کفر کا فتویٰ دے اور پھر بھی بیعت نہ کرے۔ تو ایسا شخص ضرور منافق ہے پس حضرت صاحبؑ نے تو ایک محال بات پیش کرکے مخالفین پر حجت قائم کی ہے نہ کہ ان کے لئے راستہ کھولا ہے۔ اس عبارت کو پیش کرکے ہم سے صلح چاہنے والا بعینہ اس شخص کی طرح ہے جو قرآن شریف کی آیت قل ان کان للرحمن ولدٌ فانا اول العابدین کو ہم سے پیش کرکے یہ چاہے کہ ہم یسوع کی عبادت کریں اور اسے خدا کا بیٹا مان لیں یہاں تو یہ اشارہ کیا گیا ہے کہ نہ تم خدا کا بیٹا ثابت کر سکو گے اور نہ میں قبول کرونگا۔ اسی طرح مذکورہ بالا عبارت میں حضرت صاحبؑ نے فرمایا ہے۔ کہ اگر کوئی ہمارے مخالفین کا نام لیکر ذریّات دوسرے مکفر مولویوں پر کفر کا فتویٰ اشتہار کے ذریعہ شائع کرائے۔ اور پھر اس میں نفاق بھی نہ ہو۔ تو ہم ایسے شخص کو مؤمن مان لیں گے۔ اور یہ بات ناممکن ہے کہ کوئی شخص ایسا کرے اور پھر باوجود بیعت نہ کرنے کے منافق بھی نہ ہو۔ پس یہ تو ایک تعلیق محال بالمحال تھی۔ اسے سند کے طور پیش کرنا تو ایک جبڑی جہالت ہے۔

اور ایسی لمبی تقریر کی بھی ہم کو کچھ ضرورت نہیں۔ کیونکہ ابھی تو کوئی شخص نہیں پیش کیا گیا۔ جس نے ان شرائط پر عمل کیا ہو۔ پس اس کے ذریعہ صلح چاہنا اوّل درجہ کی نادانی ہے۔ جسقدر لوگ متفرق طور سے احمدیوں کے پاس آکر یا جماعتوں میں اس قسم کا اقرار کرتے ہیں۔ سو وہ تو اُن لوگوں کی طرح ہیں جن کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اذا لقوا الذین اٰمنوا قالوا اٰمنا و اذا خلوا الی شیاطینهم قالوا انا معکم انما نحن مستهزءون ۔ وہ اگر ہم سے صلح چاہتے ہیں۔ تو اپنی دُنیاوی حیثیت بڑھانے کے لئے نہ کہ ان کے دلوں میں دین کی تڑپ ہے۔ اگر واقعی ان کو خدا تعالیٰ سے کچھ محبت ہوتی اور دین کی تڑپ ہوتی۔ اور تقویٰ کا ایک ذرہ بھی ان کے دل میں باقی ہوتا۔ تو وہ کیوں کوشش سے اس شخص کے دعوے کو نہ سنتے جس نے تیئس برس پکار پکار کر سنایا کہ خدا نے مجھ سے کلام کیا اور مجھے دنیا کی اصلاح کے لئے بھیجا ہے اور میں اس کی طرف سے مامور مقرر کیا گیا ہوں۔ اس نے لیکچروں کے ذریعہ اشتہاروں اور رسالوں کے ذریعہ کتابوں کے ذریعہ اپنی آمد کا اعلان کیا۔ لیکن کیا ان لوگوں نے ذرہ بھر توجہ نہ کی۔ ایک آریہ اخبار ذرہ بھی ان کے رسول کے حقوق کے برخلاف لکھتا ہے۔ تو ان کے تن بدن میں آگ لگ جاتی ہے۔ آنکھوں سے شعلے نکلنے لگتے ہیں۔ اور نا سزا الفاظ بے اختیار ان کے منہ سے نکل جاتے ہیں۔ اور اس کی کیا وجہ ہے کہ ہمالیہ کی چوٹیوں اور کلکتہ سے لیکر پشاور تک تار برقی کی طرح ایک جوش پھیل جاتا ہے۔ اور چاروں طرف شور و شر شروع ہو جاتا ہے۔ لیکن خدا کے مامور کی آواز ان کے کانوں میں تیئس سال تک پڑتی رہی۔ اور دنیا کی بے توجہی پر غضب الٰہی نازل ہوا۔ لیکن ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی۔ یہ مست پڑے رہے۔ اور غفلت کے لحافوں کو انہوں نے اپنے سروں سے نہ اتارا۔ انہوں نے آنکھ اٹھا کر نہ دیکھا۔ یہ کون ہے۔ اور یہ داد تک نہ دی۔ خدا کی پکار کو سننے سے کے یہ لوگ ہمارے سامنے آتے ہیں۔ اور ہمیں صلح کے لئے بلاتے ہیں۔ اور کیسر زیادہ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ یہ تحریک جس گروہ سے اٹھی ہے اور جو گروہ کہ ہم کو اپنے پیچھے نمازیں پڑھوانا چاہتا ہے۔ وہ خود نماز نہیں پڑھتا۔ جو لوگ نمازیں پڑھتے ہیں۔ وہ تو ہم کو کافر سمجھتے ہیں۔ مگر یہ لوگ جو ٹھٹھے اور ہنسی میں اپنا دن گذارتے ہیں۔ اور اسلام کے پاک احکام پر مسخر کرتے ہیں۔ جن پر یورپ کا رنگ تو بہت چڑھا ہوا ہے۔ ہمیں بلاتے ہیں۔ کہ آؤ۔ اور ہمارے پیچھے نماز پڑھو۔ ہم کس کے پیچھے نماز پڑھیں کیا اُن کے پیچھے جو خود نماز نہیں پڑھتے۔ ہاں ہم کس کے پیچھے نماز پڑھیں کیا اُن لوگوں کے پیچھے جن کے پیچھے اگر ان کو مسلمان بھی سمجھ لیا جاوے۔ تو شاید نماز پڑھنی ناجائز ہو۔ ہاں۔ ہم کس کے پیچھے نماز پڑھیں۔ کیا ان لوگوں کے پیچھے جن کے دلوں میں اسلام محض ایک قومیت ہے۔ اور رسول اللہ کی عزت صرف اپنے پولیٹکل حقوق کے محفوظ رکھنے کے لئے کی جاتی ہے۔ بیشک اس تحریک کا اس گروہ سے اُٹھنا ہی اس بات پر شاہد ہے۔ کہ یہ تحریک رحمان کی طرف سے نہیں۔

اب میں حضرت صاحبؑ کا وہ فتویٰ نقل کرتا ہوں جس میں غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنے سے روکا گیا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ:۔

"پس یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے۔ تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔ بلکہ چاہیئے کہ تمہارا وہی امام ہو۔ جو تم میں سے ہو۔ اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے۔ کہ امامکم منکم یعنے جب مسیح نازل ہوگا۔ تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں بکلی ترک کرنا پڑے گا۔ اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا پس تم ایسا ہی کرو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو۔ اور تمہارے عمل حبط ہو جاویں۔ اور تمہیں کچھ خبر نہ ہو۔ جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے۔ وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے۔ اور ہر ایک حال میں مجھے حکم ٹھہراتا ہے۔ اور ہر ایک تنازع کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے۔ مگر جو شخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا۔ اس میں تم نخوت اور خود پسندی اور خود اختیاری پاؤ گے۔ پس جانو کہ وہ مجھ سے نہیں ہے۔ کیونکہ وہ میری باتوں کو جو خدا سے ملی ہیں عزت سے نہیں دیکھتا۔ اس لئے آسمان پر اس کی عزت نہیں"۔

اب اس عبارت کو غور کرنے سے اوّل تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھتا ہے۔ یا غیر احمدیوں سے تعلق رکھتا ہے وہ ایسے فعل کا مرتکب ہوتا ہے۔ جو قطعی حرام ہے۔ دوسرے یہ کہ ہمارے لئے لازمی ہے۔ کہ ہم غیر احمدیوں سے قطعی طور سے الگ رہیں۔ تیسرے یہ کہ جو ایسا نہیں کرتا۔ اس پر خدا کا الزام ہے۔ چوتھے یہ کہ ایسے شخص کے اعمال حبط ہو جاویں گے۔ پانچویں یہ کہ جو حضرت صاحبؑ کا دل سے معتقد ہے۔ وہ آپؑ کے اس فیصلہ اور دیگر فیصلوں کو مانتا ہے۔ چھٹے یہ کہ جو نہیں مانتا۔ اس کے دل میں خود اختیاری کا مرض ہے۔ اور ساتویں یہ کہ حضرت صاحبؑ ان الفاظ میں کہ وہ مجھ سے نہیں۔ اس سے قطع تعلق کرتے ہیں۔ آٹھویں یہ کہ ایسا کرنے والے کی عزت آسمان پر بھی نہیں کی جائیگی۔ اب باوجود ان فتووں کے ہم کیا کریں اور کس طرح ان لوگوں کے ساتھ شامل ہو جائیں۔ جو ہلاکت کے گڑھے کی طرف ہم کو بلاتے ہیں۔ پس یہ لوگ ہمیں خدا کا کلام ہم کو ایک طرف بلاتا ہے اور دوسری ایک مامور کے مکفر ہیں۔ ہم کو اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ پس بہتر ہے کہ ہم خدا کی آواز کو قبول کریں۔ اور جس طرح پہلی دفعہ ہم نے انسانوں پر خدا کے احکام کو مقدم کیا۔ اب کے بھی وہی نمونہ دکھائیں۔ حضرت صاحب خدا سے خبر پاکر فرماتے ہیں۔ کہ مجھے نہ قبول کرنے والوں کو راستباز جاننے والا۔ ان کے پیچھے نماز پڑھنے والا۔ اور ان سے بکلی قطع تعلق نہ کرنے والا شیطان کے پنجہ میں ہے۔ اور اس پر ایمان نہیں رہتا۔ اس کے اعمال حبط ہو جاتے ہیں۔ اور آسمان پر اس کی عزت نہ ہوگی۔ پس ہمارے لئے کیسا خطرناک ابتلا ہے۔ کہ ایک طرف تو ظاہری چین اور امن نظر آرہا ہے۔ دشمنوں کی نظروں میں ایک عزت ہوتی ہے اور رشتہ داروں کی نظروں میں بھی بوجہ گروہ سے تعلق ہو جانے کے زیادہ وقعت ہونے کی امید ہے۔ اور دوسری طرف خدا کے مامور کا فتویٰ ہے۔ کہ اگر تم ان سے بکلی قطع تعلق نہیں کرتے۔ تو پھر تمہارا ہم سے قطع تعلق ہے۔ اگر عاقبت کو دیکھا جائے۔ تو پہلی بات میں ہلاکت ہے۔ لیکن اگر یوم تنزیل انا نیل

کیا جائے۔ تو سوائے دوسری بات پر عمل کرنے کے کوئی چارہ نہیں ہم ان لوگوں سے صلح کرتے ہوئے ان آیات قرآنی کو کہاں چھپاویں:۔

الذین یتخذون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین۔ ایبتغون عندھم العزۃ فان العزۃ للہ جمیعاً۔ یا ایھا الذین آمنوا لا تتخذوا الکافرین اولیاء من دون المؤمنین۔ اتریدون ان تجعلوا للہ علیکم سلطاناً مبیناً۔ ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذالک سبیلاً۔ اولٰئک ھم الکافرون حقاً واعتدنا للکافرین عذاباً مھیناً۔ اور خصوصیت سے آخری آیت میں تو ہم اسی گروہ کا ذکر پاتے ہیں۔ جو مدعی ہیں۔ کہ مرزا صاحب کو مسلمان متقی اور راستباز مانتے ہیں۔ لیکن نبی نہیں مانتے۔ اور جو کہتے ہیں۔ کہ نجات ایمان باللہ پر ہے نہ ایمان بالرسل پر۔ اور جن کا خیال ہے۔ کہ رسول اللہؐ کے انکار کی وجہ سے تو عذاب ہوا بھی۔ لیکن مرزا صاحب کے نہ ماننے کا کوئی حرج نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں اور سچے کافر ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور عذاب کے مستحق ہیں۔ اور حضرت صاحب بھی فرماتے ہیں کہ من فرق بینی وبین المصطفیٰ فما عرفنی وما رآنی اور فرمایا فآمن ولا تکن من الکافرین اور پھر فرمایا ہے کہ ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذباً او کذب بآیاتہ۔ پس باوجود ان صریح نصوص کے ہم کیونکر انکار کر دیں اور کہدیں۔ کہ تمام رسولوں کا ماننا ضروری نہیں۔ اور یہ کہ مسیح موعود کا ماننا مدار نجات میں شامل نہیں اگر ہم ایسا کہیں تو ہم بھی اسی گروہ میں شامل ہو جاوینگے جن کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اولٰئک ھم الکافرون حقاً واعتدنا للکافرین عذاباً مھیناً۔ اور جن کی نسبت فرماتا ہے۔ او کذب بآیاتہ فنعوذ باللہ من ذالک الکذب والبھتان ونعوذ بفضلہ من ھمزات الشیطان اگر ہم ایسا کریں۔ تو گویا عبد الحکیم مرتد کی پیشگوئی کو پورا کریں۔ اور شیطان کے موید بن جاویں۔ کیونکہ اس کی مخالفت بھی اسی بات پر ہوئی تھی۔ اور وہ جماعت سے اسی لئے خارج کیا گیا تھا کہ اس کا دعویٰ تھا کہ سوائے ان چند مکذبین کے جنہوں نے مخالفت میں زور مارا ہے اور سب لوگ ناجی ہونے چاہئے۔ اور کفر کا فتویٰ ان پر نہیں دینا چاہئے۔ پس ہمارا بھی ایسے ہی اعتقاد رکھنا گویا عبد الحکیم کی پیروی کرنا ہے اور حضرت مسیح موعودؑ کا انکار کرنا ہے۔ اور عبد الحکیم کی شیطانی پیشگوئیوں کو پورا کرنا ہے کہ عنقریب مرزائی مرزا صاحب پر ایمان کو غیر ضروری قرار دیکر باقی تمام فرقوں کو بھی مسلمان قرار دیں گے اور اعمال پر مدار نجات جانیں گے اور ایمان بالرسل کو علیحدہ کر دیں گے پس ان باتوں کا ماننا ہمارے لئے موت ہے۔ اور سلسلہ کی تکذیب۔

خدا کے فضل سے اسی پر امید کرتے ہوئے اور اسی کو اپنا سہارا قرار دیتے ہوئے اور مسیح ناصری کی جماعت کے تجربہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بڑے شرح صدر کے ساتھ اس بات کا اعلان کرتے ہیں۔ کہ ہم نے خدا کے مامور کو قبول کیا ہے اور اس کے ہر ایک حکم کو مدار نجات یقین کرتے ہیں۔ اس لئے بلا کسی تامل کے کہتے ہیں کہ انا برآء منکم ومما تعبدون من دون اللہ

ایوان خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح مد ظلہ العالی کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے رو بصحت ہے۔ ہفتہ زیر اشاعت میں نصیب اعدا ایک روز بخار کی اور شبانہ روز اسہال کی شکایت پیدا ہو گئی۔ مگر اس وقت کہ میں یہ سطور لکھ رہا ہوں۔ آپ کی طبیعت اچھی ہے (۹ مئی بوقت ۱۱ بجے صبح) شب گذشتہ کو کوئی حاجت اسہال کی نہیں ہوئی ٭ بعض گذشتہ ایام کی ڈائری خاکسار ایڈیٹر الحکم کے بڑے بیٹے محمود احمد سلمہ اللہ الاحد نے لکھی ہے محمود احمد کی طبیعت خدا کے فضل سے بہت سیاواقع ہوئی ہے۔ مگر میں چونکہ اس کی تعلیم کی تکمیل چاہتا ہوں اس لئے اس طرف متوجہ ہونے نہیں دیتا اور جیسا کہ ناظرین کو معلوم ہے۔ میں نے اپنے بچوں کی زندگی اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے وقف کر رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول کرے اور انہیں اسلام کا عملی خادم بناوے (آمین) غرض محمود احمد نے میری غیر حاضری میں حضرت کی ڈائری کی چند باتیں نوٹ کی ہیں۔ اور میں انہیں بغیر کسی قسم کے تغیر و تبدل کے درج کر دیتا ہوں۔ ناظرین اپنے اس نوعمر خادم کے لئے دعا فرماویں۔

(۲ مئی ۱۹۱۱ء) شیخ عبد الرحمٰن نومسلم سابق کتھا سنگھ بیمار تھا شیخ غلام احمد صاحب واعظ کو فرمایا۔ کہ جاؤ اور عبد الرحمٰن کی خبر لاؤ۔ سُنا گیا ہے کہ وہ بیمار ہو گیا ہے۔ اللہ اللہ کیا تم غنیمت نہیں سمجھتی اور شکر کے سجدے بجا نہیں لاتی حضرتؑ کے بعد خدا نے انہیں ایسا دردِ دل کا شخص نائب فرمایا۔ ۶ مئی کی شام کو بعد نماز مغرب بندہ پھر حاضر ہوا ایک کو فرمایا کہ عبد الرحمٰن کاغانی کو کہو کہ غلام دین ایک شخص ہے۔ اس کا لڑکا بیمار ہو گیا مہربانی کر کے اس کو دیکھو۔ اس کو تپ ہے۔ پھر جو تڑپ آپؐ کے اندر تھی۔ اس وقت دیکھنے والوں کو معلوم ہوتی تھی۔ پھر حکم دیا کھانے کے واسطے کھانا حاضر کیا گیا۔ اُدھر سے شیخ غلام احمد واعظ تشریف لائے عورتوں کو وعظ کے واسطے انہوں نے وقت کو شروع کیا۔ فرمایا کہ شیخ صاحب کو کہو۔ کہ جھوٹ چغلی۔ طمع اور ایک اور فرمایا جو میں بھول گیا۔ کہ یہ عورتوں میں بہت ہے اس کے بارے میں کچھ کہو۔ کھانے سے پہلے قاضی امیر حسین صاحب بھی تشریف رکھتے تھے۔ فرمایا کہ قاضی صاحب! آپ نے کبھی کسی حدیث میں نبی کریمؐ کی گرم پانی کے لئے فرمائش کرنا پڑھا ہے۔ قاضی صاحب نے فرمایا کہ نہیں۔ پھر فرمایا۔ کہ میں نے کہیں نہیں پڑھا کہ آپؐ کھانے کے لئے پاس بیٹھے گئے یا نہانے کے لئے کہا ہو۔ کہ یہ ہمارے لئے تیار کرو۔ پھر کدو کا ذکر ہوا بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ نبی کریمؐ کو کدو سے محبت تھی۔ آپؐ نے گوشت نہیں کھایا۔ فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ نبی کریمؐ کی دعوت کی گئی جس میں کچا گوشت تھا۔ آپؐ نے وہ چھوڑ دیا۔ بعد ازاں شیخ اسمٰعیل صاحب نے پوچھا کہ حضرت ہماری طرف کہتے ہیں کہ اس کو کدو سے ادب کرایا کرو۔ کیونکہ نبی کریمؐ کو اس سے نسبت ہے تو آپؐ نے پھر اپنے پہلے جواب کو دہرایا۔ پھر کھانا کھا کے فرمایا کہ عشاء کو ضائع مت کرو۔ جاؤ مجھ کو تحدید مت کرو۔ الو پھر نہ کہنا کہ تمہارے پاس بیٹھے بہت وقت چلا گیا تھا کہا گیا۔ کہ اذان نہیں ہوئی۔ کہا پہلے جانا سُنت ہے۔ اس کو پورا کرو۔ پھر جلسہ برخاست ہوا۔ ۷ مئی کو آپؐ نے نئی گیہوں کی روٹی کھائی اس سے آپؐ کو شام تک دست آتے۔ ۴ مئی کو بخار حضرت صاحب کو بشدت ہو گیا تھا۔ رات تک اُس کی تکلیف رہی۔ پھر ۵ مئی کو بھی حضور کو بخار تھا۔ ۱ بجے کے قریب مولوی حکیم محمد سعید صاحب کلیانوی مع خانصاحب اکبر شاہ خان صاحب حاضر ہوئے۔ پھر اور اور چند دوست آ گئے۔ نہایت کمزوری تھی بات کرنے سے بھی تکلیف ہوتی تھی۔ بعض خدام نے مزاج کا حال دریافت کیا۔ فرمایا کہ میں اپنے آپ میں ہمیشہ خوش رہتا ہوں۔ بخار ہوتے ہو۔ زخم ہو۔ درد ہو۔ کوئی حالت ہو میں اپنے خدا تعالیٰ کو ہر وقت اور ہر حالت میں اپنے اوپر فضل کی بارش کرنے والا پاتا ہوں میرے دل میں بڑی خوشی اور بر منصور ہر حالت میں رہتا ہے۔ پہلے میں بیس روپے ماہوار کا ملازم ہوا۔ پھر ڈیڑھ سو روپے ماہوار کا ملازم ہوا۔ بعد ایک سو ساٹھ کا اس کے بعد دو سو کا۔ پھر سات سو کا ملازم ہوا۔ ہر حالت میں یہی ایک سا لباس رہا ہے۔ جو اب ہے۔ ایسی ہی روٹی کھاتا رہا ہوں جیسی اب ٭

اسی حالت میں اکبر شاہ خانصاحب نے موقع پا کر عرض کیا۔ کہ حضور آج برادرم عبد الحی نے تقویٰ پر لیکچر دیا۔ اور بہت اچھا لکچر دیا۔ یہ سُنکر یکلخت بشاشت کے آثار نمایاں ہوئے سیاتو لیٹے ہوئے تھے۔ فوراً بیٹھ گئے اور شکر کا سجدہ کیا اور سجدہ میں دیر تک دعائیں کرتے رہے اور کئی گھنٹے تک مختلف قسم کی باتیں کرتے رہے۔ خود ہی فرمایا کہ مجھکو اسقدر ضعف ہے کہ میں بیٹھ نہیں سکتا۔ لیکن اکبر شاہ خان نے مجھ کو ایسی بات سُنائی۔ کہ میں خوشی کے سبب بیٹھا ہوں۔ اکبر شاہ خان صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ اردو زبان میں یہ خوبی ہے۔ کہ فارسی عربی الفاظ بکثرت اس زبان میں ہی استعمال ہوتے ہیں۔ وہ یاد ہو جاتے ہیں اور ان کا صحیح تلفظ آجاتا ہے۔ ورنہ ایک مولوی صاحب جو خوب عربی کتابیں پڑھے ہوئے ہیں عربی پڑھتے ہیں اور بہت ہی غلط الفاظ اُن کی زبان سے نکلتے ہیں۔ اکبر شاہ خان صاحب سے فرمایا کہ تم عبد الحی کو اردو بولنا سکھاؤ۔ اور اُس کے تلفظ کو ٹھیک کراؤ۔ اردو کا تلفظ صحیح تو بڑی نعمت ہے۔ پھر فرمایا کہ ہم اردو گرامر کو بالکل بیہودہ کام سمجھتے ہیں۔ یہ جو بچوں کو اردو قواعد پڑھاتے ہیں سخت بیہودگی اور غلطی کرتے ہیں۔ اردو تو بولنے سے آتی ہے۔ اردو بولنے یا لکھنے میں کبھی اردو گرامر کی ضرورت نہیں پڑتی اکبر شاہ خان صاحب کو فرمایا کہ تم ہی بتاؤ کہ تم نے اردو کی گرامر سے بولنے میں مدد لی ہے۔ خانصاحب نے کہا کہ نہیں پھر فرمایا کہ آپ عبد الحی کی اردو کا خیال رکھیں۔ اور مولوی محمد علی صاحب اور ماسٹر صدر الدین صاحب انگریزی کا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

ناظرین الحکم چودھری غلام احمد صاحب بی اے انسپکٹر ڈاکخانجات لوالاتی کے نام سے خوب واقف ہیں چودھری صاحب سلسلہ کے ایک نہایت مخلص اور سرگرم فدائی ہیں جہاں وہ اپنے فرض منصبی کو نہایت دیانتداری اور مستعدی سے ادا کرنے میں مشہور ہیں اور ان کے آفیسر ہمیشہ ان سے خوش رہتے ہیں وہاں وہ اپنی نیکی طہارت اور خدا تعالیٰ سے سچے تعلق کے ایک زندہ نمونے ہیں۔ اشاعت سلسلہ کے لئے ایک پُر جوش اور دردمند دل پہلو میں رکھتے ہیں۔ ۴ مئی ۱۹۱۱ء کو چودھری صاحب کی مونس غمگسار بیوی مردہ بچہ پیدا ہونے کی وجہ سے فوت ہو گئی۔ مرحومہ چودھری صاحب کے نیک ارادوں اور دینی خدمات میں ان کی محرک ہوتی تھی۔ یہ صدمہ چودھری صاحب کے لئے بڑا صدمہ ہے مگر خدا کے فضل سے بڑے صدمات کو برداشت کرنے اور رضا بالقضا پر ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سکھ صاحبان کا چیلنج اور ڈبل چیلنج منظور

ہر خاص و عام کو واضح ہے کہ آج سے سولہ سال پہلے ہمارے مرشد و آقا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قدس اللہ سرہٗ نے نہائت تحقیق کے بعد اپنی کتاب **ست بچن** میں یہ امر شائع کیا کہ حضرت باوا نانک صاحب علیہ الرحمۃ ایک راستباز مسلمان اور خدا کے ولی تھے۔ اس تصنیف کے بعد بھی حضرت مرزا صاحب مختلف کتب میں اس مضمون پر کچھ نہ کچھ ارقام فرماتے رہے۔ عرصہ تین سال کا ہوا کہ ہمارے ایک نومسلم دوست شیخ عبدالرحمن صاحب (مہر سنگھ نومسلم) نے ایک کتاب **باوا نانک صاحب کا چولہ** لکھی۔ یہ کتاب بھی تین سال سے شائع ہے۔ اس کتاب کی بناء پر سکھ صاحبان کی طرف سے دو چیلنج ایک لاہور اور دوسرا امرتسر سے شائع ہوئے ہیں۔ یہ معاملہ چونکہ نہائت اہم ہے اور اس میں اصل غرض احقاق حق ہے۔ اور چونکہ اس چیلنج کا جواب دہ نہ صرف کوئی خاص احمدی فرد ہے۔ بلکہ کل احمدی جماعت ہے جن کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت باوا صاحب مسلمان تھے۔ اس لئے اس چیلنج کی مخاطب کل جماعت احمدیہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہم سکھ صاحبان کی خدمت میں بذریعہ اشتہار اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ہم آپ کا چیلنج تو قبول کرتے ہیں۔ لیکن ہم اس امر کے متعلق تحقیق یا مباحثہ ایسی صورت میں کرنا چاہتے ہیں کہ جس سے کوئی مفید نتیجہ بھی پیدا ہو۔ اور امن عامہ میں بھی خلل نہ آوے۔ اور معاملہ بھی خوش اسلوبی سے طے ہو جاوے۔ سکھ صاحبان جس شہر میں مباحثہ کرنا چاہیں وہاں کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب کی اجازت اس معاملہ میں حاصل کریں۔ اور اس کے بعد ہم سے مباحثہ کی شرائط طے کر لیں شرائط بالتفصیل تو بروقت طے ہو جاویں گی۔ لیکن ذیل کی شرائط کا ہونا ضروری ہوگا۔ مباحثہ کسی خاص مکان کے اندر ہوگا۔ جس میں فریقین کی طرف سے خاص تعداد کے آدمی شریک ہوں گے۔ اس مکان میں حفظ امن قائم رکھنے کا کافی انتظام ہوگا۔ اور اس کا ذمہ وار سکھ صاحبان میں سے کوئی ایسا شخص ہوگا۔ جس کو ہم یا پبلک ذمہ وار سمجھ سکیں یہ ذمہ سکھ صاحبان نے اپنے چیلنج میں خود لے لیا ہے۔ مباحثہ تحریری ہوگا۔ خاص وقت فریقین کو دیا جاویگا۔ فریقین کی طرف سے ایک ایک مباحثہ کرنے والا ہوگا۔ اور اس کے سوا کسی اور کو بولنے کا حق نہ ہوگا۔

اگر اس اصول پر سکھ صاحبان کوئی مباحثہ کرنا چاہیں تو ہم تیار ہیں اور ہم اُن کا چیلنج قبول کرتے ہیں۔ اُن کے جواب پر ہماری طرف سے چند اصحاب امرتسر میں شرائط طے کرنے کے لئے آ سکتے ہیں۔ جواب میں یہ بھی ہونا چاہیئے۔ کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی اجازت حاصل کر لی گئی ہے۔

ست سنگھ سبھا امرتسر کے لئے لازمی ہوگا کہ یہ اہم مباحثہ جس کا تعلق تمام سکھ قوم کے افراد کے ساتھ ہے چیف **خالصہ دیوان** امرتسر کو بھی اس میں شامل کریں۔ اور اُن کی طرف سے یہ اعلان شائع کرا دیں کہ فتح و شکست کی حالت میں وہاں کے شریک اور حصہ دار ٹھہریں گے۔ منہ

المشتہر

محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان
مورخہ ۶ مئی ۱۹۱۱ء

بقایا دار بقایا ادا کرنے کی طرف توجہ کریں اور ہر قسم کی خط و کتابت میں نمبر خریداری ضرور لکھیں

منیجر

انجمن احمدیہ بٹالہ کا سالانہ جلسہ

۶ و ۷ رمئی ۱۹۱۱ء کو بٹالہ کی انجمن احمدیہ نے پہلا سالانہ جلسہ منایا انجمنوں کے سالانہ جلسوں کے متعلق میری رائے ابھی تک یہ ہے کہ ان جلسوں کے بجائے اگر مستقل واعظین ضلعوار مقرر ہوں۔ تو وہ زیادہ مفید اور مستقل تبلیغ کا پہلو ہو سکتا ہے۔ اور اس قسم کے جلسوں کے لئے صدر انجمن کی طرف سے سال کے مختلف حصوں میں لیکچروں کا ایک سلسلہ جاری کیا جاوے۔ بہرحال یہ ایک الگ غور طلب مضمون ہے پنجاب کی احمدی انجمنوں میں سے **بٹالہ** کی انجمن دوسری یا تیسری انجمن ہے جس نے اپنا سالانہ جلسہ منایا ہے۔ اور بٹالہ میں یہ مسلمانوں کا پہلا مذہبی جلسہ تھا۔

یہ امر ناظرین الحکم سے مخفی نہیں۔ کہ بٹالہ ہی وہ جگہ ہے۔ جہاں سے حضرت **مسیح موعود** علیہ السلام کی تائید میں (زمانہ تالیف براہین احمدیہ میں) سب سے پہلی آواز اُٹھی اور مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب ایڈیٹر اشاعت السنہ بٹالہ نے اپنے رسالہ میں ایک زبردست ریویو براہین احمدیہ کا لکھا اور ان لوگوں کو سخت ڈانٹا اور دبایا۔ جنہوں نے اس نعمت الٰہیہ کی ناشکری کی تھی پھر بٹالہ ہی کی وہ سرزمین ہے۔ جہاں سے مسیح موعودؑ کے دعویٰ پر سب سے اوّل مخالفت کی آواز اُٹھی اور اس آواز میں کچھ ایسی **تحدی** اور تعلی تھی کہ سننے والوں کو یک بیک حیرت ہوتی تھی۔ یہ آواز اسی مولوی محمد حسین بٹالوی کی تھی اس نے بڑے زور شور اور دم خم سے دعویٰ کیا کہ

ہم نے اس کو اونچا کیا اور ہم ہی گرائیں گے

اس آواز کے ساتھ دوسری طرف سے یہ بانگ الٰہی تھی کہ

انی مھین من اراد اھانتک

یعنے جو تیری توہین کا ارادہ کرتا ہے۔ میں اُس کی توہین کروں گا یہ دونوں دعویٰ دو شخصوں کے منہ سے نکل کر **فضائے عالم** میں گونجے اور واقعات نے دکھا دیا کہ بٹالوی کا دعویٰ محض لاف و گزاف تھا اور وہ اسی پر الٹ پڑا اور حضرت مسیح موعودؑ کا دعویٰ چونکہ **ربانی ارشاد** کے نیچے تھا **اس لئے وہ پورا ہو کر رہا۔**

غرض بٹالوی کی اس دیرینہ مخالفت میں انجمن احمدیہ کا پہلا جلسہ ایک **مبارک قدم ترقی** کا تھا۔ اور اس کے لئے بٹالہ کے نوجوان شیخ عبدالرشید اور بابو محمد طفیل جیسے احباب خاص طور پر مبارکباد اور شکریہ کے مستحق ہیں۔ میں نام بنام ان کی مساعی جمیلہ کا ذکر کرنا نہیں چاہتا۔ مجموعی طور پر یہ کہوں گا۔ کہ انجمن احمدیہ بٹالہ کی یہ مستعدی اور یہ ہمت نہائت قابل قدر ہے اور قابل رشک ہے۔ اس جلسہ کے اخراجات انجمن احمدیہ بٹالہ نے اپنی جیب سے برداشت کئے اور نہائت فراخ دلی اور فیاضی سے اپنے دوستوں کو دعوت دی۔ جو ارد گرد کے دیہات سے قریباً ڈیڑھ اڑھائی سو کے جمع ہو گئے تھے۔ جلسہ کے میر مجلس حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب تھے اور ان کی صدارت میں تمام لیکچر ہوئے شیخ بٹالوی کے گھر میں انجمن احمدیہ کا جلسہ ہوا اور وہ جلسہ میں نہ آ سکے۔ یہ امر غالباً تمام اُن لوگوں کے لئے جو اس کی مخالفت سلسلہ کو دلچسپی سے دیکھتے آئے ہیں۔ تعجب کا باعث تھا۔ مگر بٹالوی جالاکی سے کام لینے میں اس نے کمی نہیں کی۔ بٹالوی نے ایک رقعہ لکھا کہ

خصوصیات سلسلہ

کا ذکر لیکچروں میں نہ ہو ورنہ لوگ اُٹھ جائیں گے اور تذھب کا حکم کا مضمون گویا صادق آئیگا۔ مگر واقعات نے دکھا دیا کہ بٹالوی کی اس تحریر پر کوئی توجہ نہیں ہوئی اور پبلک بٹالہ نے نہائت شرافت اور متانت کے ساتھ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ذکر کو سنا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کی تبلیغ پر توجہ کی جس کے بہترین نتائج کی ہم خدا کے فضل سے اُمید کرتے ہیں۔

بٹالوی نے اپنے روزانہ پیسہ اخبار والے مضمون میں فخر کیا تھا۔ کہ خواجہ صاحب نے نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نبی یا رسول ہونے سے انکار کیا ہے۔ مگر بٹالوی کے لئے یہ خبر جان فرسا ہوگی کہ ان کے گھر بٹالہ ہی میں خواجہ صاحب نے اپنے لیکچر میں صاف طور پر بیان کیا۔ اور بٹالہ والوں کو خطاب کر کے کہا کہ

تمہارے ہمسایہ میں ایک نبی اور رسول آیا تم خواہ مانو یا نہ مانو

اس سے بڑھ کر اور کیا بٹالوی کی تردید ہوگی سیالکوٹ تو دور ہے۔ بٹالہ تو خاص ان کا ہیڈکوارٹر ہے۔ غرض جلسہ نہائت کامیابی اور پوری شوکت اور اثر کے ساتھ ختم ہوا۔

پہلے دن ایڈیٹر الحکم۔ ایڈیٹر نور اور مولوی روشن علی اور حضرت صاحبزادہ صاحب کی تقریریں ہوئیں اور دوسرے دن مولوی غلام رسول۔ خواجہ صاحب اور مولوی صدر دین۔ ایڈیٹر نور اور حضرت صاحبزادہ صاحب کی تقریریں تھیں ان تقریروں کے متعلق مجھے کسی ریمارک کی حاجت نہیں ہے۔ میں اتنا کہتا ہوں کہ یہ خدا کے فضل سے خالی از اثر نہ ہوں گی۔ ایڈیٹر نور کی تقریریں سکھ ازم اور آریہ ازم پر خاص تقریریں تھیں۔ اور احباب نے ان کی دوسری تقریر (جو آریہ ازم کے متعلق تھی) کے چھاپ کر شائع کرنے کی استدعا کی۔ جو امید ہے۔ بہت جلد چھپ جاوے گی۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کی تقریر اول حقیقی مذہب کی شناخت پر تھی اور جس قابلیت اور مؤثر طریق پر آپ نے اس مضمون کو ادا کیا وہ آپ ہی کا حق تھا اور حصہ تھا۔ دوسری تقریر آپ کی **ضرورت امام** پر تھی یہ مضمون ایسے مؤثر اور پُرجوش طریق سے پیش کیا گیا کہ بعض آنکھیں بے اختیار پُرنم تھیں اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ گویا حاضرین ایک سکتہ کے عالم میں ہیں۔ مولوی غلام رسول صاحب کا مضمون سورہ جمعہ پر تھا اور انہوں نے ایسے لطیف حقائق پیش کئے۔ کہ میں بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ پہلے نہیں سنے تھے سلسلہ کا ذکر ایسی خوبی اور وضاحت سے انہوں نے کیا کہ بجز تسلیم چارہ نہ تھا مگر مجھے افسوس ہے کہ خواجہ صاحب کے لیکچر کے لئے انہیں اپنا یہ بحر ختم کرنے کے لئے کہا گیا جو نہائت ہی نامناسب امر تھا اور اس طرح پر ان کے نہائت قابل قدر اور مؤثر مضمون کا گلا گھونٹ دیا گیا۔ جس کے ذمہ دار مولوی صدر دین صاحب ہیں۔ خواجہ صاحب نے بھی اس کو پسند نہیں کیا۔ خواجہ صاحب کا لیکچر معمول کے موافق **وید اور قرآن** کے مقابلہ پر بہ حیثیت سیاب دنیوی ترقی تھی جس کا اظہار خواجہ صاحب نے انجمن کے سالانہ جلسہ کی تقریب پر کیا تھا۔ خواجہ صاحب اپنے لیکچروں کی خصوصیت کی وجہ سے مشہور ہیں مگر افسوس ہے کہ شور اتفاق سے ان کا گلا کام نہ کر سکا۔ اور ایک ہی گھنٹہ میں انہیں اپنا لیکچر ادھورا چھوڑنا پڑا۔ مولوی صدر الدین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر بہت عمدہ تقریر کی۔ خاکسار ایڈیٹر الحکم کو حضرت اقدس نے خصوصیت سے اس جلسہ میں شمولیت کا حکم دیا تھا۔ اور اس کا لیکچر عنقریب چھپا ہوا پبلک کے سامنے آ جائیگا۔ جلسہ میں ہر طرح سے امن رہا اور یہ امر بٹالہ کی شریف پبلک کے لئے خاص کریڈٹ کا باعث ہے۔ ایسا ہی بٹالہ کی پولیس نے اپنے فرض کو نہایت دیانت داری اور مستعدی سے نبھایا۔ جس کے لئے ہم اُن کے شکر گزار ہیں حضرت صاحبزادہ صاحب کی خاص قبولیت اس وقت دیکھنے کے قابل تھی جب آپ **ضرورة امام** پر لیکچر دیا اور لیکچر گاہ سے اسٹیشن کو تشریف لے گئے

قرآن مجید کا نیا اُردو ترجمہ مسمّٰی بہ فتح الحمید!

قرآن مجید کے اس وقت تک جتنے ترجمے ہوئے ہیں وہ سب ایسے تھے کہ بعض سے تو عوام کما حقہٗ مستفید نہ ہو سکتے تھے اور بعض خواص کے نزدیک صحیح اور معتبر نہیں مانے جاتے تھے۔ کیا فتح الحمید ایسا ترجمہ ہے جسکے صحیح اور مستند اور با محاورہ اور عوام فہم اور لطیف اور معنے خیز اور دلاویز ہونے پر تمام اہل علم و فہم کا اتفاق ہے۔ اس لیے وہ ملک میں نہایت مقبول ہوا ہے۔ اور کیا خاص اور کیا عوام سب نے اس ترجمہ کو پسند کیا ہے ہم ان تمام تحریرات سے جو اس ترجمہ کے متعلق لکھی گئی ہیں۔ قطع نظر کر کے صرف جناب مولوی محمد علی صاحب ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کے اس فقرہ پر اکتفا کرتے ہیں جو انہوں نے اس ترجمہ پر ایک طویل ریویو لکھتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔ کہ میں نے جہانتک اس ترجمہ کو پڑھا ہے میں دوسرے ترجموں پر اسے ترجیح دیتا ہوں"۔ اس فقرہ میں فتح الحمید کا گویا تمام موجودہ تراجم سے مقابلہ ہے اور اس کو ان سب سے بہتر مانا گیا ہے۔ جس ترجمے کی نسبت بالاتفاق تسلیم کر لیا گیا ہے کہ لاجواب ہے۔ ظاہر ہے کہ اس میں وہ خوبیاں ہیں جو خدا کے پاک کلام میں ہونی چاہئیں۔ جو خوبیاں اس ترجمے میں ہیں وہ ہر ایک اہل نظر کے دیکھنے کے لایق ہیں۔ عشاق کلام ربانی کو یہ ترجمہ ضرور پڑھنا چاہیئے۔ ہدیہ بلا جلد تین روپیہ محصول ڈاک علاوہ۔ بنشان ذیل طلب کیجئے: نذیر محمد خان شہر جالندھر کوٹ اچھی (پنجاب)

اشتہار نور الابصار

بسوگند گفتن کہ زر مصری است　　چہ حاجت محک خود بگوید کہ چیست

×(✻)×

اس لئے مختصر عرض ہے کہ میرے پاس اصلی ممیرا۔ اور اس کا سرمہ عجیب موجود ہے۔ جس صاحب کو ضرورت ہو ایک دفعہ منگا کر آزما دیکھے ممیرا قسم اول قیمت فی تولہ دس روپیہ عہ ممیرا قسم دوئم قیمت فی تولہ (صہ) سرمہ ممیرا قسم اول فی تولہ عہ مقرر ہے۔ غربا کیلئے خاص رعایت ہوگی۔ المشتہر　　از ذاتہ مانسہرہ ضلع ہزارہ

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم قادیان

بیت نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط۔ حضرت مسیح موعودؑ نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے۔ اور وحدت وجود کے عقیدہ کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے قیمت ۲/

سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب قیمت	۲/
نور القرآن حصہ دوئم۔ عیسائیوں کا عجیب رد	۴/
فیصلہ آسمانی قیمت	۲/

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات تفسیر القرآن پارہ اول سے ۷ فی پارہ ع سات پارے قرآن شریف کے تیار ہیں فی پارہ عہ

سلک مروارید حصہ اول سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ابتدائی لٹریچر جو مستورات کی اصلاح کیواسطے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق ناول کے طرز پر لکھا گیا ہے قیمت ۴/

حصہ دوئم	۴/
حضرت اقدس کی پرانی تحریریں	۲/
برہان الحق	۳/
محامد مسیح	۳/
خطبات کریمیہ	۴/
تفسیر سورہ تبت	۳/
نمونہ قرآن	۳/

دفتر الحکم قادیان ضلع گورداسپور سے طلب کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے برکات اور الحکم کا خاص نمبر

×(✻)×

مئی کا مہینہ وہی مہینا ہے۔ جسکی ۲۶ تاریخ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا پر اتمام حجت کر کے رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔ الحکم اپنے دستور کے موافق اس سال بھی ایک خاص پرچہ شایع کرنیکا خدا کے فضل پر بھروسہ کر کے ارادہ کرتا ہے۔ یہ پرچہ اس مرتبہ خاص محنت اور کوشش سے تیار کیا جائیگا بعونہٖ تعالےٰ لہٰذا اپنی انتظام کرنا چاہتا ہے کہ اس پرچہ میں حضرت مسیح موعود کے متعلق ہی تمام و کمال مضامین ہوں گے۔ جن میں سے اکثر حضرت اقدس کی اپنی تحریریں ہونگی (اکثر ان میں سے ابھی شایع نہیں ہوئیں) اور نیز حضرت اقدس کے مخلص خدام کے مضامین۔ یہ پرچہ ایک خاص پرچہ ہوگا۔ اگر اللہ تعالےٰ نے مجھے اس کی توفیق دی۔ چونکہ معمولی حجم سے دوگنا ہوگا اس لئے یہ نمبر ۲۸ مئی [illegible] کو انشاء اللہ العزیز شایع ہوگا۔ اور ۲۱ اور ۲۸ مئی کا مجموعہ ہوگا۔ اور اس پرچہ کی **آٹھ سو ۸۰۰** زاید کاپیاں چھپوائی جائیں گی جو **چار آنہ فی کاپی** کے حساب سے مل سکیں گی۔ اپنے دوستوں کو تحفہ دینے اور تبلیغ اور اشاعت کے لئے یہ انشاء اللہ عمدہ ذریعہ ہوگا۔

جو احباب حضرت مسیح موعودؑ سے خاص محبت رکھتے ہیں اس پرچہ کی اشاعت کیلئے خصوصًا مدد دیں۔ اگر کسی صاحب کے پاس حضرت کا کوئی مکتوب یا مضمون یا آپ کی زندگی کا کوئی خاص واقعہ محفوظ ہو تو وہ میرے پاس بھیجدیں۔ تاکہ اس خاص نمبر میں طبع ہو جاوے اور جو صاحب اس خاص نمبر کی کاپیاں لینا چاہیں وہ چار آنہ (۴/) فی کاپی کے حساب سے قیمت بھیجدیں۔ تاکہ اس کی طبع کے اخراجات میں مدد ملے۔"

خاکسار ایڈیٹر الحکم قادیان ضلع گورداسپور

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک معمولی بجائے دس ہزار نہیں۔ پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائداد کا بلا شرکت غیرے مالک و
مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپیہ کے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی اور ابتک دس لاکھ روپیہ کا فروخت ہو چکا ہے جس شخص نے میری اس ایجاد کو ایک دفعہ استعمال
کیا ہے وہ تمام عمر کیواسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین سال کی آمدنی ۸۸۳ روپیہ تصدیق کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو اس کی اس قدر
بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کے وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے جو ابتک روح حیات کے مجرب فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے سنئے روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت
بھری ہے کہ ہاتھی اور ببر کا مقابلہ اسکے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر چھجو لال ناتھ صاحب بہادر لفٹننٹ سرجن انڈین میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے
معزز عہدہ داروں وغیرہ احباب روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیکر ہڈیوں کے گودے فاسفورس کو پختہ کر کر خون صالح پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو اپنی برقی طاقت
سے جاتی دور بند کر کے ہر انسان کو صحیح و تندرست بنا دیتا ہے کہ حوادث زمانہ اگر تلواریں ہی مارے تو بھی بیٹھے ہو کیئے آپ ہر جا دیں ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹر
میڈیکل کالج کے لیکچراروں معزز عہدہ داران سلطنت کے سارٹیفکیٹوں اور باوجود امتیاز زمانہ کے مدت کے استعمال ہونے کے بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۸۳ روپے کی روح حیات کی تین لاکھ
کی بکری سے کون ہے؟ جو یہ نتیجہ نہ نکالے کہ روح حیات اشرف الانسان کی دوبارہ زندگی کیلئے لاثانی دوا نہیں ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پروا حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ
قدرت عامل ہونے سے جو لوگ امراض اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں۔ اس کے لئے روح حیات تریاق کامل تیر بہدف دوا ہے یہ نہ صرف دوا ہی ہے بلکہ اعصاب کی
ایک طاقت افزا غذا ہے بلکہ یہ وہ مقوی روح ہے جو دو یوم میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے جیسے مردلق کو آبیاری حاصل ہوتی ہے قوۃ باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے دیگر امراض جو
کثرت تواحشات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہو گئے ہوں ان کے دفعیہ کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف مثانہ۔ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف
اعصاب۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ زیابیطس اور اختلاج قلب کیواسطے روح حیات بمنزلہ تریاق کے ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری بے رونقی اور زردی چہرہ کیلئے اگر اسے تمام مقوی
دواؤں پر ترجیح دیجائے تو بجا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اسکا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جوانمرد اور جوانمرد کو ممتاز اور بوڑھے کو صاحب کار بنانا اسی روح کا
کام ہے اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے روح حیات کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھکر لوگ مجھے کیمیاگر کے نام سے پکارتے ہیں قیمت فی شیشی روح حیات (عہ)
روح حیات کے علاوہ ایک عجیب الاثر دوائی روغن دافع سستی موجود ہے جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کرتا ہے۔ رگوں پٹھوں کی سستی اور لاغری بے رونقی وغیرہ دور ہو کر مردانہ
طاقت بحال ہو جاتی ہے مایوس مریضاں نامردی کو مرد کامل بنا تا ہے اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت روغن دافع سستی شیشی کلاں چار روپیہ چار آنہ (للعہ) شیشی
خورد (عا) یہ دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیاگر پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں"

دل آسکے بہت جلد منگا لیجئے ڈاکٹر برمن کی تیار کردہ

قوّۃ باہ کی گولیاں

۲۳ برس سے تمام ہندوستان میں مشہور ہو رہی ہیں طاقت دینے والی مشہور دوائیں فاسفورس اسکینا۔ ڈامینا۔ ملا کر یہ گولیاں بنی ہیں۔ معزز رگ اور خون کو طاقت دینے کا دعوٰے رکھتی ہیں۔ زیادہ محنت جوانی کی خرابی و بے اعتدالی خواہ کسی وجہ سے ہو۔ ان گولیوں کے استعمال سے اول ہی روز سے فائدہ ظہور میں آتا ہے۔ بدن میں قوت اور مزاج میں گرمی معلوم ہونے لگتی ہے۔ چہرہ بارونق اور جوانی ضعیفی کی سی حالت ہوتے ہوئے جسم میں دوبارہ جوش لاتی ہے۔ قیمت ۳۰ گولیوں کی شیشی دو ہفتہ کی خوراک کا ایک روپیہ۔ محصولڈاک ایک سے چار شیشی تک ۵ ر

امتحاناً نمونہ کی گولیاں بلاقیمت دیجاتی ہیں

استعمال کے اول ہی روز سے فائدہ دکھاتی ہیں ضرور امتحان کیجئے اگر آپ بلاقیمت ان کی آزمایش کرنا چاہیں تو صرف محصولڈاک کیواسطے۔ ر کا ٹکٹ پیڈ لفافہ میں بھیج دیجئے اور اپنے خط میں دس خزانہ اور ٹمبوں کے نام و پتہ صاف طور پر لکھیئے۔ پتہ لکھنے میں مقام و ڈاکخانہ و ضلع لکھیئے۔

المشتہر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیزی و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الامان لیکن ہمارا کام صرف باتوں ہی سے نہیں چلتا۔ پہلے وہ دوا دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگواؤ بھلا اس میں بھی دھوکا ہے قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں ہر قسم کی بدکاریوں کیوجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے میں نے اس مرض کیلئے یہ معجون تیار کی ہے جسکے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاءاللہ فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت کیلئے انشاءاللہ مفید ہے ہمارا کام یہ نہ تھا کہ لکھ مارکیں کہ جواہرات سے تیار ہوتی ہے۔ اول مفت منگا لیجئے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمایئے۔ قیمت فی بکس عہ

طلا طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہونچتی ہے ہمارے طلا طلسمی سے فایدہ اٹھایئے اور معجون طلسمی کھایئے انشاءاللہ وہ اس کو پایئے قیمت فی شیشی ۶ ماشہ (عا) دو روپیہ

سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا۔ قوت بصارت بڑھانے والا قیمت فی تولہ ۸ ر

سنون دندان (الف)۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے۔ قیمت فی بکس ۴ ر

المشتہر حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شایع ہوا۔